حکایات الصالحات

جسکو کتاب بابا منوہر بخن سے جسے راجہ شیو پرشاد صاحب

جائنٹ انسپکٹر قسمت سوم بنارس ممالک مغربی نے

تالیف کیا تھا

منشی آغا علی ڈپٹی انسپکٹر مدارس بریلی نے اُردو مین

ترجمہ کیا

اور

جناب صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتۂ تعلیم ممالک مغربی نے

اُسمین نظر ثانی کرکے اور کچھہ مضمون اضافہ فرمایا

مقام الہ آباد

مطبع سرکاری ممالک مغربی مین طبع ہوئی

پانچوین دفعہ ۱۰۰۰ جلد

قیمت فی جلد ۴ر سنہ ۱۸۸۱ع

5th Edition 1,000 Copies,

Price per Copy 4¼ Annas

ترجمہ بامامن ورنجن

حکایت پہلی

ہندوستان مین شہر بدربھہ نگر کے راجہ بھیم سین کی ایک ہی بیٹی تھی دمنتی نام
نہایت خوبصورت اور خلیق جسکے حسن وجمال اور اخلاق پسندیدہ اور اوصاف
حمیدہ کا شہرہ تمامی ہند مین افسانہ تھا چنانچہ اُسکے اوصاف سُنکر بہت سے
راجہ مشتاق ہوکر اُسکے باپ کی دارالریاست بدربھہ نگر مین آئے اور ایک عام
جلسہ سب راجاؤن کے لیئے قرار پایا اُس وقت ہر ایک راجہ موافق اپنی اپنی
استعداد و مرتبہ کے بڑی شان وشوکت سے شریک جلسہ ہوا اُس جلسہ مین
کہ جہان ہر ایک کے دل مین سوائے خوف ورجا کے کچھہ نہ تھا دمنتی نے
راجہ نل کے گلے مین موافق دستور اُس زمانہ کے ہار ڈال دیا یعنی اُسکو پسند کیا راجہ نل بیرسین
والی نگدھ دیش کا بیٹا اخلاق وحسن صورت وشجاعت ودیانت مین مشہور زمانہ تھا

بعد اس جلسہ کے دمنتی کی شادی راجہ نل کے ساتھ ہو گیی بارہ برس تک خوب
عیش و عشرت سے رہے اس عرصے مین راجہ نل کے ایک لڑکی اور ایک لڑکا
بھی پیدا ہوا اگرچہ عقلمندون کے نزدیک جوا کھیلنا بالکل منع ہے لیکن نل کو اسکا
بکمال ہی شوق تھا یہان تک کہ ایک دفعہ اپنے بھائی پو شکر سے بازی بد کر
تمام اپنا راج ہار گیا کل اسباب و اشیا مین سے صرف دھوتی ہی دھوتی پاس رہ گئی
اور باقی سب ملک و مال حریف نے جیت لیا اور آپ دمنتی کو ساتھ لیکر باہر نکلا
لڑکی اور لڑکے کو پہلے ہی سے اپنے مان باپ کے یہان بھیج دیا تھا پو شکر نے
گدی پر بیٹھتے ہی منادی کروا دی کہ نل کو جو کوئی اپنے گھر رکھیگا اپنی جان سے
ہاتھ دھوئیگا راجہ نل کو برابر تین روز بے آب و دانہ گذر گئے چوتھے روز ندی
کے کنارے جا کر چلو سے پانی پیا اور مع اپنی رانی کے جنگل مین جا کر وہان کے
پھل پھول سے گذارہ کرنے لگا نل نے دمنتی کو بہت سمجھایا کہ تمسی نازنین
عورتون کا گذارا اس بیابان پر خطر مین اس بے سرو سامانی سے ہونا ممکن نہین
ہے مناسب ہے کہ تم اپنے باپ کے یہان جا کر آرام سے ہو اگر خدا اپنا فضل کریگا
تو پھر مل رہینگے دمنتی یہہ بات سنکر رونے لگی اور بولی کہ اے مہاراج آپ کی زبانی
پر یہہ بات کہنا زیب نہین دیتا کیا آپ کے بغیر مین اپنے باپ کے یہان جا کر خوش
رہونگی کیا کھانا پینا آپ کے بے دیدار مجھے اچھا لگیگا اگر آپ مجھے چھوڑتے ہین
چھوڑ دین لیکن مین آپ کو نہین چھوڑونگی اگر آپ کے منہہ سے پھر ایسی بات سنونگی

تو آپ نے آپکو ہلاک کر ڈالونگی یہہ کہکر اپنے ہاتھون کو راجہ کے گلے مین ڈال ایک درخت کے نیچے سو رہی +

راجا نے اپنے دل مین کہا کہ جو عورت بادشاہی محلون مین کمال نزاکت سے پھولون کی سیج پر جھجک کر پاؤن رکھتی ہو وہ بھلا اس لق و دق بیابان مین کانٹون پر کیونکر چل سکیگی مین تو سب کچھ برداشت کرلونگا پر ایسی معشوقہ کو اس تکلیف مین کیونکر دیکھونگا اور دل سے میری مفارقت پر کبھی راضی نہوگی اس لیے بہتر ہی کہ مین اسکو سوتے ہوئے چھوڑ جاؤن تو کسی نہ کسی طرح ضرور اپنے باپ کے گھر پہونچ جاویگی +

یہہ سوچ کر راجا نل اُس ماہرو سیم اندام خوشخرام کو اُسی درخت کے نیچے سوتا چھوڑ آپ چل دیا +

راجا پاس پہننے کو کپڑے نہ تھے صرف ایک دھوتی تھی سو ایک شکار کے پکڑنے کو ڈالی وہ شکار تو ہاتھ نہ آیا مگر وہ دھوتی لیکر چلتا ہوا جب نحوست کے دن آتے ہین تو ایسے ہی برے سامان نظر آتے ہین نل نے چلتے وقت دمنتی کی چادر پھاڑ کر آدھی آپ لی اور آدھی اُسے اُڑھادی +

اللہ تعالی نے آدمی کا دل بھی عجیب قسم کا بنایا ہی کہ نرمی مین موم سے بھی زیادہ نرم ہوتا ہی اور سختی مین پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوجاتا ہی +

چنانچہ نل کے دل پر اُس وقت جو گذرتی تھی آپ ہی خوب جانتا تھا کہ تھوڑی تھوڑی دور جاکر دمنتی کے دیکھنے کو لوٹ آتا تھا آخر کو جب نل دور نکل گیا اور دمنتی

کی آنکھ کھلی نل کو اپنے پاس نہ دیکھ کر سر پیٹنے اور کفِ افسوس ملنے لگی غش
کھا کر زمین پر گر پڑی جب افاقہ غش سے ہوا تب آہیں بھر بھر رو رو کر چلا چلا
یہہ کہتی تھی کہ اے میرے مالک مین نے کیا خطا کی کہ جو تو مجھے اس سنسان جنگل مین
اکیلا چھوڑ آپ چلا گیا شادی کے وقت جو تو نے عہد کیا تھا کہ تا دم مرگ تجھسے
جدا نہونگا سب قول و قرار یکقلم دل سے بھلا دیئے اب خدا کے لیئے اپنی صورت
دکھا اور میرے غنچۂ دل کو کھلا اُس وقت یہہ حال اُس نازنین کا دیکھ پتھر کا دل ٹکڑے
ہوتا تھا اور چرند و پرند کا بھی کلیجہ مُنہہ کو آتا تھا +

جب دمنتی اپنے شوہر کو پکار پکار تمام جنگل مین روتی پھرتی تھی کہ یکایک ایک اژدھے
نے اُسے آگھیرا چاہتا تھا کہ اُسے نگل جاوے لیکن حسن اتفاق سے ایک شکاری بھی وہان
آپونہچا اور ایسا ایک تیر مارا کہ ایک ہی تیر مین اُس اژدہے کا کام تمام کیا لیکن دمنتی اس بلا سے
نجات پاکر دوسری بلای ناگہانی مین پھنسی یعنی وہ شکاری دمنتی کے حسن و جمال کو دیکھ خود شکار
ہو تڑپنے لگا اور بدنیتی سے اُسکی طرف نگاہ کرنے لگا +

دمنتی یہہ حال دیکھکر بہت گھبرائی اور پریشان ہوکر بابا بابا کہکر پکارنے لگی اور پھر تمام ستم
کا بیاں اُسے سمجھانے اور اُسکے دل کو خوف دلانے لگی وہ سنگدل بے ایمان کب اپنے
خیال سے باز آتا تھا اور کب اُس بیکس کا کہا مانتا تھا تب ای لاچار ہوکر جناب الٰہی مین
نہایت عجز و انکسار سے التجا کرنے لگی کہ اے بار خدایا تو دانا و بینا اور حافظ حقیقی ہے میں اپنے
بچاؤ کے لیئے سب تدبیرین کرتی ہون اور ہر چند عاجزی سے سمجھاتی ہون لیکن یہہ بیدین

میرے ننگ و ناموس مین خلل ڈالا چاہتا ہی مجھے اسکے پنجے سے چھڑا اور اُسکو اُسکی بدنیتی کا مزہ چکھا*

قدرت الٰہی قابل تسنیہ ہی کہ سکاری کو رانی کی ان باتون پر اور بھی غصہ آیا اور شدت غیظ سے رانی پر تیر چلایا رانی توبچ گئی لیکن یہہ بدکردار نشانہ خدنگ اجل ہو گیا تیر لگتے ہی اُسکا طائر روح پرواز کر گیا کہ سانس تک نہ لی۔ رانی وہان سے چل نالہ و آہ کرتی جنگل و پہاڑون مین سر مارتی درندون و گزندون سے اپنی جان بچاتی ہزارون آفتین سیکڑون مصیبتین اُٹھاتی فقیرون اور بیچارون سے راستہ پوچھتی ہزار دقت سے شہر سوباہ نگر مین پہنچی اور وہان کے راجہ کی رانی کے پاس لونڈیون کی طرح رہنے لگی یہان سے اُسکے ماں باپ کے یہان کے برہمن ڈھونڈ ڈھانڈ کر وہان سے اُسے بدربھہ نگر کو لے گئے اب حال راجا نل کا سنیئے کہ وہ اپنی معشوقہ کے فراق مین بیقرار ہو کر صحرا نوردی کرتا کرتا شہر اجودھیا مین آ نکلا اور اپنا نام باہک رکھکر وہان کے راجا رتبرن کے یہان رتھبانی پر نوکر ہو گیا دمنتی کے باپ نے راجا نل کی تلاش مین شہر بشہر برہمن بھیجے منجملہ اُنکے ایک برہمن سودیو نامی اجودھیا جاکر یہہ خبر لایا کہ باہک نامی ایک شخص جو راجہ رت برن کے یہان رتھبان ہی اُسنے جب دمنتی کا حال سنا تھا تو آنکھوں مین آنسو بھر لایا تھا جب مین نے زیادہ اُس سے استفسار کیا تو اُسنے سوا اسکے کہ مین راجہ کے یہان کا رتھبان ہون اور کچھہ بیان نہین کیا دمنتی اِس بات کو سنتے ہی جان گئی کہ ہو نہو وہ میرا شوہر

راجہ نل ہوا اور اپنے باپ سے باہک کے بلانے کو کہا راجہ بھیم سین نے
بموجب اُسکے کہنے کے اُسے طلب کیا لیکن اُسکے بلانے سے راجہ نل
جو بالفعل راجہ اجودھیا کے یہان خدمت رتھبانی پر مامور تھا حاضر نہو سکا
ہر چند بہت سی تدبیرین کین لیکن کوئی کارگر نہوئی تب حسب صلاح دمینتی کے
راجہ بھیم سین نے راجہ رت برن کو اِس مضمون کا خط لکھا کہ ہر چند ہم نے راجہ نل
کی تلاش کی لیکن راجہ نل کا کہین نام و نشان نہ ملا اِسلیئے اب اُسکے آنے سے
بالکل مایوس ہو کر دمینتی کی دوسری شادی کا ارادہ کیا ہی سو آپ از راہ مہربانی جلد
تشریف لائیے اور تاریخ شادی کی ایسی مقرر کی کہ اُس عرصۂ قلیل مین اجودھیا
بدربھہ نگر تک سوا راجہ نل کے اور کوئی گھوڑا ہانک کر نہین پہنچ سکتا تھا
چونکہ راجہ نل کو رتھ کے ہانکنے مین ایسی مہارت تھی کہ دور دور تک مشہور تھا
جب راجہ رت برن خط پڑھکر بہت گھبرایا کہ اتنے تھوڑے عرصے مین اجودھیا
سے بدربھہ نگر تک کیونکر پہونچ سکونگا اِسلیئے راجہ نل نے راجہ رت برن سے
عرض کیا کہ آپ ہرگز اسکی فکر نہ کرین مین آپ کو تاریخ موعود سے پیشتر بدربھہ نگر
مین پہونچا دونگا اور بموجب اپنے اقرار کے اپنے راجہ کو بدربھہ نگر مین پہونچا دیا
جب راجہ رت برن بدربھہ نگر مین پہونچا تب راجہ بھیم سین اُسکی کمال خاطرداری
اور تواضع و تعظیم سے پیش آئے راجہ رت برن نے جب کچھ سامان شادی کا
وہان نہ دیکھا اور نہ کسی اور راجہ کو وہان شریک جلسہ پایا اِس سبب سے

اپنے دل مین نہایت شرمندہ ہوا اور نل گھوڑے کو طویلہ مین باندھکر راجہ
بھیم سین کے رتھبان کے پاس چارپائی پر جا لیٹا دمنتی راجہ اجودھیا کے
آنے سے بہت گھبرائی اور اپنے دل سے عہد کیا کہ اگر راجہ نل سے آج
ملاقات نہوئی تو ضرور مین جلتی ہوئی آگ مین گر پڑونگی اور اپنے آپ کو جلا دونگی
القصہ دمنتی نے اِس امر کے دریافت کرنے کے لیئے کشنی اپنی خاص
خواص کو راجہ رت برن کے رتھبان کے پاس طویلہ مین بھیجا کشنی نے
طویلہ مین جاکر نل سے کہا کہ دمنتی آپکا نام اور آپ کے وطن کا نشان
پوچھتی ہی نل نے کہا کہ مین راجہ رت برن والی اجودھیا کا رتھبان ہون
باہک میرا نام ہی دمنتی کی شادی کا حال آج ہی سُنکر آمان و خیزان تجھ کو
یہان تک پونہچا ہون لیکن بڑے تعجب کی بات ہی کہ دمنتی راجہ نل
کی رانی اپنے شوہر کی ایسی تابعدار اور فرمان پذیر ہو کر دوسری شادی کا ارادہ
کرتی ہی سچ ہی جب کسی کے ایام نحوست آتے ہین تو اپنے بھی بیگانے ہو جاتے
ہین بلکہ یار اغیار بن جاتے ہین کشنی نے باہک سے پوچھا کہ تم راجہ نل کا
بھی کچھ حال جانتے ہو دیکھو تو اُسنے کیسی بیوفائی اور کج ادائی کی کہ اپنی نازنین
نوجوان بی بی کو سُنسان جنگل مین درندون اور گرندون کے مُنھ مین اکیلا چھوڑکر
اپنی راہ لیکر چلتا ہوا دمنتی اُسکی مفارقت مین کھانا پینا سو ناسب کچھ چھوڑکر
اُسی کا نام ورد زبان رکھتی ہی دمنتی کا یہہ حال سُنکر راجہ نل بے اختیار زار زار

رو کر کہنے لگا کہ عورت اپنے خاوند سے کتنی ہی تکلیف پاوے اور بڑے رنج اٹھاوے
پر اُسے غیر کے روبرو اُسکی شکایت اور اپنی مصیبت کا بیان کرنا نہایت نازیبا ہی
اور بولا کہ اگر راجہ نل دمنتی کو جنگل مین نچھوڑ جاتا تو کیا کرتا اُسکے ساتھہ انواع
انواع کی تکالیف مین اُسکا جانبر ہونا دشوار تھا اور اگر دمنتی کو نل کی بے مروتی
کا کچھہ شبہہ بھی تھا تو اُسے غصہ کرنا بیجا ہے کیونکہ جس شخص کا ملک و مال جاتا رہے
اور ایسا افلاس مین مبتلا ہو جاوے کہ جوتا تک بھی پاؤن مین نہ رہے تو اُس سے
ایسی حرکت مجنونانہ کا سرزد ہونا محل تعجب نہین ہی ٭ پراگندہ روزی پراگندہ دل
یہہ کہکر پھر رونے لگا کشتی نے محل مین جاکر یہہ سارا حال دمنتی سے جا کر کہا
نے سُنتے ہی یقیناً جان لیا کہ یہہ شخص باہک نہین ہی میرا شوہر راجہ نل ہی کشتی
سے کہا تو پھر اُسکے پاس جا اور دیکھہ آ کہ وہ کیا کرتا ہی اور اپنی دفعہ میرے
لڑکے لڑکی کو بھی ساتھہ لیتی جا نل اپنے لڑکے لڑکی کو دیکھہ کر ضبط کر نہ سکا
بے اختیار رونے لگا اور اُن دونون کو اپنی چھاتی سے لگا کر بولا کہ میرے
بھی ایسے ہی بیٹا بیٹی ہین اُن کو دیکھکر مجھے اپنے لڑکی لڑکا یاد آ گئے اور
کشتنی سے کہا کہ اِن دونون کو اِنکی ماں کے پاس لیجا یہہ بیچارے آج نل
کے لڑکی لڑکا ہین کل کسی اَور کے ہو جاینگے ٭

عورت کا بھی عجب معاملہ ہی آج ایک خاوند کو چھوڑتی ہی کل دوسرے کو
کر لیتی ہی آج کی رات گذر جانے تو مین بھی یہہ تماشا دیکھونگا کہ راجہ نل کی

رانی کل کسطرح دوسرا شوہر کرتی ہی کشتنی نے جو کچھ حال راجہ نل کا دیکھا
اور جو جو اُسکی زبانی سنا دمنتی سے تمام وکمال بیان کیا اور بولی کہ اس شخص کو
کسی بزرگ کی دعا ہی کہ جو جو سامان پکانے کے راجہ رت برن کیواسطے
دیئے گئے تھے اُسنے اسقدر جلد اقسام اقسام کے کھانے طیار کر لیئے
دمنتی نے کہا کہ جو جو کچھ اُسنے پکایا ہی تھوڑا تھوڑا سب کھانون مین سے
میرے پاس بھی لے آ کشتنی باہک کے پاس گئی اور ہر قسم کے کھانون مین
سے تھوڑا تھوڑا دمنتی کے پاس لے آئی دمنتی نے ہر ایک کھانے کو چکھا
تو اُسکا مزہ بعینہ ویسا ہی تھا جیسا راجہ نل کے پکائے ہوے کھانون مین
ہوا کرتا تھا کیونکہ راجہ نل کھانا پکانے مین بہت خوش سلیقہ تھا جب دمنتی
کو ان باتون سے نل کے ہونیکا کامل یقین ہو گیا تب اپنی مان کے پاس جا کر
کہنے لگی کہ میرا خاوند آگیا ہی مجھے اُسکے پاس جانے کی اجازت دیجیئے اُسکی ما
یہہ بات سنکر نہایت متعجب ہوئی اور بکمال انبساط سے اُسے اجازت دی دمنتی
اجازت پا کر اپنی لڑکی لڑکے کو ساتھ لے طویلہ مین آئی اور نل کی صورت
و شکل کو جو بسبب تکالیف سفر کے نہایت تبدیل ہو گئی تھی دیکھکر نہایت متاسف
ہو زار زار رونے لگی اور بولی کہ ای میرے مالک یہہ کیا انصاف کی بات
ہی جو تمنے مجھ بے قصور کو اکیلا جنگل مین چھوڑ دیا نل نے شرمندہ ہو کر
جواب دیا کہ ای میری پیاری جان مین کاہے کو تمھین چھوڑتا لیکن جس کمبخت نے

مجھسے تمام میرا ملک و مال چھنوا یا اُس ہی نے تمکو بھی مجھسے جدا کر دیا لیکن
تمھاری جدائی مین جو مصیبتین مین نے اٹھائی ہین میری صورت و شکل سے عیان
ہین صورت ہبین حالش مپرس اور جو عورتین کہ اپنے خاوند کی فرمانبردار او
رضا جو ہوتی ہین انکو کتنی ہی تکلیف و مصیبت رہے لیکن وہ اپنے دُکھ درد
کا بیان زبان پر نہین لاتین اور تمھین ان جھگڑون سے کیا کام ہے تم تو کل
کسی اَور کی بی بی ہو جاؤ گی دمنتی سے یہ سُنکر دست بستہ عرض کیا کہ اے مہاراج
جلسہ شادی کا خط راجہ رت برن کے نام لکھوانے اور اُسکے بلانے سے
آپ کا بلانا میرا مقصد اصلی تھا اور بر تقدیر اگر ایسا ہوتا تو اَور راجہ بھی شریک جلسہ
ہونے کے واسطے بلوائے جاتے مین نے اپنے دل سے عہد
واثق کیا تھا کہ اگر مین آج آپ کے دیدار سے محروم رہونگی تو آگ مین جلکر اپنی
جان دونگی چنانچہ رفتہ رفتہ اس بات کا چرچہ راجہ بھیم سین اور راجہ رت برن تک
پہنچا وے اس بات کے سُننے سے بہت خوش ہوئے اور راجہ رت برن راجہ نل سے
اپنی معذرت کرنے لگے کہ اے مہاراج مین نے آپکو اس حیثیت کذائی مین نہ پہچانا مجھسے آپکی
خدمت مین جو قصور تعظیم و تواضع مین بسبب عدم شناخت کے ہوا ہو اُسکے معاف فرماوین اخیر
رت برن اجودھیا کو روانہ ہو گیا راجہ بھیم سین نے راجہ نل سے کہا کہ یا نفس آپکا مکدہ دیش
کو جانا مناسب نہین معلوم ہوتا آپ میرا راج لیجیے اور باطمینان یہین عیش سے
گذران کیجیے لیکن جب نل نے سسرال کا رہنا گوارا نہ کیا اور اپنے وطن

مالوف کے جانے مین اصرار کیا تب راجہ بھیم سین نے ایک تھہ سولہ ہاتھی پانچ سو گھوڑے اور چھہ سو پیادے ہمراہ کر کے مگدھ دیش کو روانہ کیا اور دمنتی کو اپنے ہی پاس رکھا راجہ نل نے مگدھ دیش مین پہونچکر اپنے بھائی پوشکر سے کہلا بھیجا کہ ایکدفعہ ہم اور تم ایکبار اور بھی بازی بدین اگر مین ہارون تو تمھارا غلام ہو جاؤن اور اگر تم ہارو تو مین تمام اپنا ملک و مال گیا ہوا پھیر لون پوشکر نے اِس بات کو بدل منظور کیا۔

قدرت خدا کی دیکھیئے اور اُسکی حکمت پر نظر کیجیئے کہ اِس بازی مین راجہ نل جیت گیا پوشکر مارے ڈر کے بید کی طرح کانپنے لگا لیکن راجہ نل نے اُسکی تسکین کی اور سمجھایا کہ بھائی اِسمین تمھارا کیا قصور ہے آدمی اپنی قسمت سے مجبور ہے

شعر

دور رنگی زمانے کی مشہور ہے ۔ کبھی سایہ ہے اور کبھی نور ہے ۔

تم جیسے آگے کام کرتے تھے ویسا ہی کام اب بھی کیا کرو اور باطمینان تمام خوشی سے گذران کرو پھر راجہ نل نے دمنتی کو بھی مع لڑکی لڑکے کے بدریچہ نگر سے بلوا لیا اور مدت العمر خوب عیش و عشرت سے رہنے لگے جس طرح سے اُنکے دن پھرے اِسی طرح سے خدا سب کا انجام بخیر کرے۔

حکایت دوسری

تذکرہ رانی اہلیا بائی جسنے بعد وفات اپنے بیٹے ملّے راو ہلکر کے بیس برس تک مالوہ مین حکمرانی کی

ہلکر جس سے خاندان راجہ ہلکر منسوب ہی اصل اُسکی ڈھونگر ہی جنکو گڈریے کہتے
ہین پہلے اس خاندان مین جس شخص نے کچھہ نام و نمود حاصل کیا تھا اُسکا نام
ملہر راو تھا اسکا باپ موضع ہل واقع ملک دکن کا ایک کاشتکار تھا یہہ شخص
تقریباً سنہ ۱۶۹۰ع مین پیدا ہوا اور بعد وفات اپنے والد کنڈاجی کے اپنے چچا
نراین جی کے ساتھہ خاندیس مین جا رہا کیا - اوائل مین یہہ شخص مرہٹون کے
رسالہ مین بھرتی ہوا جسکا سردار قدم بندی نامی ایک مرہٹہ تھا اور اُن لڑائیون
مین جو باشندگانِ جنوبی اہل اسلام سے ہوئین خوب دادِ شجاعت مع فراست دیکر
ممتاز ہوا من بعد باجی راو پیشوا کے لشکر مین سالدار ہو کر اُن معرکون مین جو
مسلمانون اور پرتگیزون مین ہوئے بڑی شہرت حاصل کی اور چند سال کے
بعد وہ پیشوا کی طرف سے مالوہ کا حاکم مقرر ہوا اور مہماتِ سلاطین دہلی و معرکہا
راجپوتانِ جے پور مین جو نام و نمود پایا اور بجلدوے حسن ان خدمات کے

علاقہ خاندیس مین ملقب و لیس لکھہ حیدر کے ملقب ہوا پانی پت کی لڑائی مین یہہ شخص
بھی مرہٹون کا ایک سردار تھا اور منجملہ اُن اشخاص معدودے کے جو بھاگ آئے تھے
یہہ بھی گنا جاتا ہی چھہتر برس کی عمر مین وفات پاکر ملہر گنج مین متصل گوالیار کے دفن ہوا
اور چونکہ اُسکا لڑکا کنڈے راو متصل بھرتپور کے محاصرہ کمھیر مین مارا گیا تھا اسلیے اُسکا پوتا مالے راو
بجاے اپنے دادا کے مسندنشین ہوا لیکن وہ بھی مجنون ہوکر تھوڑے دنون بعد مر گیا اور حکومت متوجہ
ہلکر کی مالے راو کی ماں کو جسکو اہلیا بائی کہتے ہین ملی یہہ نامی گرامی بی بی جو مدان سیندھیا کی اپنے
عہد دولت مین زیادہ وہشت اور جبر لیے ہوئے تھی عدل و انصاف سے نہایت شہرۂ آفاق ہوئی چنانچہ جسکے
وقت مین صوبہ مالوہ کا اس خوبی کے ساتھہ انتظام ہوا کہ اس سے بہتر کبھی ہو نہ تھا
حتی کہ اُس ملک کے باشندے آج تک اُسکا نام کمال اظہار احسان مندی اور تعظیم
سے لیا کرتے ہین ❊

ہندوؤن کے شاستر سے ثابت ہوتا ہی کہ پہلے رسم برقع پوشی اور رواج پردہ نشینی
مستورات مروج نہ تھا چنانچہ سواے اُن ملکون کے جہان ہندوؤن نے مسلمانون
کی دیکھا دیکھی رواج کو کچھہ اختیار کر لیا ہی اور کسی جگہہ یہہ رسم جاری نہین ہی چنانچہ
حال مین بھی جو جو مرہٹے بڑے عزت دار ہین اور نیز برہمن اس رسم کے مقید نہین
ہین اور پیشواؤن کی رانیون کو بھی اکثر گھوڑون پر سوار دیکھا ہی اور نیز تائید اپنے
بیان کے لکھا جاتا ہی کہ رانی اہلیا بائی بذات خود دربار عام مین بیٹھکر انفصال امور
سلطنت کیا کرتی ۔ اگرچہ خفیف خفیف مقدمات کو سپرد دیجیات کرتی تھی لیکن

یہان تک اُسکے دل پر ذوق داد رسی مظلومان و شوق انتظام و انصاف فرمائی
مرتسم ہو رہا تھا کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مقدمات کو بھی اُسی تحمل سے اور بلا جانبداری
کے سماعت کیا کرتی جس طرح سے کہ بڑے بڑے معاملات سلطنت کو تفصیل
کیا کرتی تھی — غرض اوصاف حمیدہ اور انتظام مملکت اہلیا بائی مین جسقدر
زیادہ جستجو کیجاتی ہی اُسیقدر حیرت و استعجاب انگیز ہوتا ہی اور جہان کہین
اُسکا نام آتا ہی ہزارون آدمیون کے مُنہہ سے دعائین اور تعریفین نکلتی ہین۔
تیس برس تک من ابتدائے سنہ ۱۷۶۵ء لغایت سنہ ۱۷۹۵ء یعنی جبتک کہ وہ
فرمانروا رہی — رعایا امن و امان اور خوشی و خرمی سے بسر کرتی رہی جب
امورات سلطنت سے فرصت پاتی اُس فرصت مین پوجا پاٹ اور دان پُن
کیا کرتی — کہا کرتی تھی کہ سر انجام امور سلطنت میں خداوند عالم کے حضور
اپنے آپ کو ذمہ دار جانتی ہون اور جب کبھی ارکانِ دولت اُسے کسی فعل ناجائز
ظلم کی ترغیب دیتے تو یہہ جواب دیتی تھی کہ ای صاحبو ہمین مناسب نہین ہی کہ
کوئی کام خلاف احکام اُس قادر مطلق کے کرین — اُسکا روزمرہ اِس طرح لوگ
بیان کرتے ہین کہ ایک گھنٹہ قبل از طلوع آفتاب بیدار ہو کر پوجا پاٹ اور ادای
رسومات مذہبی مین مصروف رہتی اور بعد اِسکے اپنے دھرم کی پوتھیان
جنکو پنڈت پڑھا کرتے آپ سُنا کرتی اور خود اپنے ہاتھ سے مصروف داد و
دہش ہوتی صبح کا ناشتا کرکے پھر مصروف عبادت ہو جاتی اور تھوڑی دیر آرام

سہ پہر کو دربار مین تشریف لیجا کر چھ بجے تک کاروبار دربار مین مشغول رہتی بعد ازان طعامِ شب نوشجان فرما کر اور عبادت سے فارغ ہو پھر گیارہ بجے تک امورات سلطنت مین مصروف رہتی اور بعدہ خواب استراحت کے لیئے تشریف لیجاتی۔

اِس رانی کے انتظام ملکی نے اِس قدر رونق پائی کہ جسے دیکھ کر لوگ عشعش کر گئے اور ایسا اپنی قلمرو کو دشمنون سے محفوظ کیا اور غیر ریاستون کے ساتھ وہ بندوبست کیا کہ جس سے کبھی امن و امان سلطنت مین خلل نہ آیا۔

جو لوگ کہ صلح مزاج تھے بڑی شفقت سے اُنکے ساتھ پیش آتی اور جو مفسد اور دغا باز تھے اُنپر بڑی سختی و درشتی کرتی مگر تاہم کبھی انصاف اور احتیاط کو ہاتھ سے نہ دیتی گوبند پنت کو جو آدمی بڑا صاحب لیاقت اور نہایت خوش انتظام تھا اُسکے تمام عہدِ دولت مین عہدہ وزارت پر مامور رہا شہر اندور اِس رانی کو بہت مرغوب تھا ایک دفعہ کا مذکور ہے کہ تکاجی ہلکر اُسکا سپہ سالار اندور مین مقیم تھا اور ایک ساہوکار دولتمند مر گیا چنانچہ حسب دستور ہندوستانی ریاستون کے سپہ سالار مذکور نے ایک حصہ کثیر زر مذکور کے لیے کا حکم دیا اور متوسلان ساہوکار مذکور کو کہلا بھیجا کہ یہہ عین المال سرکار ہی جلد داخل کرو تب اُس صراف کی بیوہ نے رانی صاحبہ کے پاس آکر استغاثہ کیا اور رانی صاحبہ نے فی الفور حکم نافذ فرمایا کہ تمام اسباب اُس بیوہ کا ابھی واپس کر دیا جائے اور

تکاجی کو حکم دیا کہ اندور سے کوچ کر جائے رانی صاحبہ کو مادھوجی سیندھیا
سے جو کہ اُسوقت مین اُس قوم کے سردار تھے اور رانی صاحبہ سے واسطہ
یگانگت رکھتے تھے بڑی امداد ملتی تھی اور سوائے اِسکے وہ رانی صاحبہ
کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے اور اُنکو مشورہ دیا کرتے تمام عمر ملحوظ خاطر رانی صاحبہ
یہی رہا کہ کسی طرح میری رعایا مین اچھی طرح افزائیش بہبودی ہو۔

رانی صاحبہ اپنے ملک کے ساہوکارون سوداگرون کاشتکارون
اور کسانون کو مرفہ الحال دیکھتین تو بہت محظوظ ہوتین بجائے اِسکے کہ انکی دولت
لینے کے لیئے نیّت بد کرین ایسے لوگون کو اپنے نزدیک زیادہ مستحق
رعایت و عنایت کا جانتی تھین چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ سرونج مین ایک
ساہوکار جبیکم داس مر گیا اور کوئی اُسکا وارث نہ رہا اُس شہر کے حاکم نے
تیس لاکھ روپیہ سرکار کے لیئے طلب کیا اِس پر اُس ساہوکار کی بیوہ نے بنظر
حفاظت اپنی دولت کے ایک لڑکا گود لے لیا لیکن حاکم نے اُسے متبنی قرار
نہ دیا تب وہ اپنے متبنی کو ساتھ لیکر اہلیا بائی کے دربار مین آ داد خواہ ہوئی اسپر
رانی صاحبہ نے فی الفور اُس حاکم کو موقوف کر اُسکے گود لینے کو منظور فرمایا اور
اُس لڑکے متبنی کا اپنی گود مین لیکر ایک پوشاک اور ایک عمدہ پالکی دیکر سرونج کو
واپس کر دیا اور ۔ ۔ ابھی زمانہ حال مین اُسکے نام کی ایسی قدر و عظمت ہوتی ہے
کہ جب امور سلطنت مین اُسکے عمل درآمد کو بطور سند لاتے ہین تو اسپر [illegible]

اُسپر مخل اعتراض نہین ہوسکتا انھین رانی صاحبہ نے بہت سے قلعے تعمیر کرائے اور کوہ سندھیاچل پر سڑک بنوائی ہی اور مندر اور دھرمشالے صرف اپنے ہی ملک مین کچھہ نہین بنوائے بلکہ ہندوؤن کے سارے تیرتھون مین مثل جگنناتھہ دوارکا کیدارناتھہ اور رامیسر سب جگہہ مین تعمیر کروا دیئے اور اُنکے مصارف کے لیئے روپیہ مقرر کر دیا +

جملہ کاروبار کو اپنی عقل صحیح اور شفقت سے انجام دیتی اور کسی کو مجال حرف گیری اُسکی پارسائی مین نہ تھی — مذکور ہی کہ آخر زندگی مین اُسکی بیٹی مچھتابائی نے ستی ہونا چاہا تھا تب رانی صاحبہ نے اپنی صاحبزادی کو اِس حرکت سے بہت کچھہ منع کیا حتی کہ اپنی بیٹی کے پاؤن پر جس طرح اپنے دیوتاؤن کے سامنے سر جھکاتی تھی گردن جھکا کر بہت منت سے کہنے لگی کہ اے بیٹی تو اپنے خیال پر ملال خودکشی سے درگذر لیکن افسوس اُس لڑکی نے اپنی ماں کی منت و سماجت پر مطلق التفات نکی اور ستی ہو گئی +

اِس واقعہ جانگاہ سے اہلیابائی نے نہایت تاسف کیا اور تین روز تک نہ کچھہ کھایا اور نہ منہہ سے ایک لفظ نکالا اور غالب ہی کہ اسی غم کے صدمہ سے تھوڑے دنون بعد مرگئین بعد ستی ہو جانے اپنی تسکین خاطر کے لیئے جن جن کے لیئے رانی صاحبہ دعا کرتی تھیں ایک چھتری واسطے یادداشت کے بنوادی تھی +

رانی صاحبہ ساٹھہ برس کی عمر مین فکر و ماندگی سے وبا ء او تعہدات عارضہ

امور سلطنت سے پژمردہ ہوکر راہی عالم جاودانی ہوگئین +

قد اُنکا میانہ تھا اور جسم سے نہایت سجنی تھین اگرچہ حسین نہ تھین مگر صورت پاکیزہ اور رنگ پسندیدہ تھا دل ہمیشہ سوچ اور فکر مین رہا کرتا تھا +

سواد نوشت و خواند اِسقدر تھا کہ اپنی دھرم کی پوتھیون کو باسانی پڑھ لیتی تھین اور طبیعت کی نہایت چالاک اور رسا تھین کبھی رنگین ملبوسات کی طرف توجّہ نکی اور بجز ایک مالا کے اور کوئی زیور زیب بدن نہ کیا +

رانی صاحبہ کے سامنے چاپلوسی کرنا محض بے سود تھا کیونکہ ایک دفعہ کا مذکور ہی کہ ایک برہمن نے اُنکی تعریف مین ایک کتاب لکھکر پیش کی تھی چنانچہ جب وہ پڑھی گئی توجُپ چاپ اُسے سُنتی رہین جب ختم ہوئی تو یہہ کہا کہ مین ایک عورت پُرعصیان ضعیف البنیان ہون یہہ تعریفین ہرگز میرے سزاوار نہین ہین اور حکم دیا کہ اِس کتاب کو دریاے نربدا مین پھینکدو اور اُسکے مصنّف صاحب کی بات تک بھی نہ پوچھی +

یہہ بیان رانی صاحبہ کا بڑی معتبر کتابون سے لکھا گیا ہی اور بیشتر اُن لوگون کی زبان سے نقل کیا ہی کہ جنھون نے اپنی خود آنکھہ سے دیکھا تھا ہمارے نزدیک اہلیا بائی کو اگر بڑے سے بڑا مصنف اور اچھے سے اچھا حاکم کہیئے تو بجا ہی اور ایک بہتر سے بہتر نظیر اِس فرمانفرما کی جسنے اپنے امور سلطنت کو اپنی فراست طبعی اور خوف الٰہی سے انصرام کیا لکھیئے تو روا ہی +

تیسری حکایت

رانی بھوانی کے بیان مین

رانی بھوانی چودھری آتمارام ساکن موضع چھاتن ضلع راج شاہی ملک بنگالہ کی بیٹی تھی اور راجہ رام جیون رائے زمیندار ناتور کے بیٹے راجہ رام کانتھہ کے ساتھہ اُسکی شادی ہوئی تھی جیسی وہ خوبصورت تھی ویسی ہی وہ خوش سیرت بھی تھی ایمانداری اور سخاوت اُسمین جبلی تھی — دیارام نام ایک شخص راجہ رام جیون رائے کا پرانا نوکر تھا — راجہ رام کانتھہ کو زمینداری کے معاملات مین بےخبر دیکھکر ایک روز اپنے سمجھانے اور نصیحت کرنے لگا لیکن اُسکی نصیحت سے ناراض ہوکر راجہ رام کانتھہ نے اُسے اپنے یہان سے نکال دیا ❊

چونکہ یہہ شخص بڑا چالاک اور عقلمند تھا نواب اوردی خان صوبہ دار بنگالہ کے دربار مین حاضرباش رہنے لگا ایک روز موقع پاکر نواب صاحب سے عرض کیا کہ جناب عالی بتیس لاکھہ روپیہ راجہ رام کانتھہ کے پاس جمع ہی اور چند روز گذرے کہ ایک سرپیچ قیمتی دو لاکھہ روپیہ کا مول لیا ہی باوجود اسکے وہ سرکاری قسطین ادا نہین کرتا اور ہمیشہ باقی زیادہ بڑھاتا جاتا ہی اور سرکاری مالگذاری کو صرف لیت و لعل کرکے ہضم کرنا چاہتا ہی نواب نے پوچھا کہ تو بتیس لاکھہ روپیہ

کہ اُسکے گھر مین نشان نہ دیکھیگا اُسنے کہا بیشک نواب نے پھر پوچھا کہ راجہ
رام جیون کے خاندان مین اور کوئی بھی راج کے لائق ہی اُسنے کہا کہ اُسکا
بھتیجا دیبی پرشاد بڑا ایماندار اور معاملات زمینداری مین نہایت ہوشیار ہی
نواب نے اُسی دم حکم دیا کہ فوج جاوے اور راجہ رام کانتھ کا گھر بار جاکر لوٹ
لیوے اور دیبی پرشاد بجاے اُسکے راجہ مقرر کیا جاوے (اِن نوابون
کی عملداری مین ہمیشہ ایسا ہی اندھیر مچا رہتا تھا) رام کانتھ محلون مین تھا کہ
یکبارگی لوگون نے جاکر اُس سے بیان کیا کہ نواب کی فوج گھر مین گھس آئی
ہی اور تمام مال و اسباب لوٹ رہی ہی رام کانتھ یہہ سنتے ہی مضطربانہ بخوف اپنی
عزت کے رانی بھوانی کو ساتھ لیکر موری کی راہ سے باہر نکل بھاگا مال و اسباب
کی طرف ذرا بھی خیال نکیا رانی بھوانی ایک تو رانی اور دوسرے حاملہ پاؤن
چلنے کا اُسے کبھی کاہیکو اتفاق ہوا تھا جون تون اُفتان و خیزان کمال مصیبت سے
راجہ رام کانتھ کے ساتھ گنگا کنارے پونہچی اور وہان سے دونون ایک چھوٹی
سی ناؤ پر بیٹھکر مرشدآباد مین پونہچے وہان سے جگت سیٹھ کی پناہ لیکر ایک چھوٹے
سے مکان مین رہنے لگے روزمرہ کی تکلیف اُٹھاتے اُٹھاتے گھبرا گئے
ایک روز دیارام کو پالکی مین سوار جاتے ہوئے دیکھکر راجہ کھڑکی مین سے بولا
کہ دیارام بھائی کبتک ہمین اِس مصیبت مین رکھوگے دیارام راجہ رام کانتھ کو دیکھتے ہی
پالکی مین سے اُتر کر اُسکے پاس چلا آیا اور اپنے مالک کی یہہ حالت دیکھکر آنکھون

مین آنسو بھر لایا اور کہنے لگا کہ اگر پچاس ہزار روپیہ آپکے پاس ہو تو تین ہی روز مین پھر تمکو راج دلوا سکتا ہون راجہ نے کہا کہ میرے پاس اسوقت روپیہ کہان رانی نے کہا کہ آپ نہ گھبرایئے اور اپنا سارا زیور اُتار دیا دیارام نے اُس جگہہ سے جہان دیبی پرشاد رہتا تھا نواب کے محل تک جتنے بنیئے اور دوکاندار اور دربان وغیرہ تھے سبکو روپیہ بانٹ دیئے اور جسجس لائق تھا پانچ روپیہ سے لیکر سو روپیہ تک کسی سے منہہ نہ پھیرا اور انکو سمجھایا کہ جسوقت دیبی پرشاد نواب کے دربار کو جاوے تو اُسکو سنا کر فقط اتنا کہہ دینا کہ یہہ وہی کمبخت نالائق جاتا ہی لوگون نے بموجب اُسکی فہمایش کے ایسا ہی کیا دیبی پرشاد یہہ سنکر نہایت خفا اور رنجیدہ ہوا اور ساری کیفیت اپنی نواب کے حضور مین عرض کی نواب نے جواب دیا کہ اگر ساری خدائی تجھکو نالائق کہتی ہی تو بیشک تو ایسا ہی ہی مین ایسے نالائق کو کبھی راجہ نہین کرونگا اور پھر دیارام سے پوچھا کہ راجہ رام جیون رائے کے خاندان مین اور کون آدمی لائق راج کے ہی دیارام نے عرض کیا کہ جہان پناہ راجہ رام جیون رائے کا بیٹا ہی رام کانتھہ بڑا ایماندار اور زمینداری کے کام مین بہت ہوشیار موجود ہی القصہ نواب نے اُسی وقت رام کانتھہ کو راجگی کا خلعت عنایت کر دیبی پرشاد کو دربار سے نکلوا دیا جبسے راجہ رام کانتھہ دیارام کی بہت عزت اور خاطر کیا کرتا تھا یہہ راجہ سولہ برس راج کر کے راہی ملک عدم ہوا +

رانی بھوانی صاحب اولاد نہ تھی اور جو دو لڑکے پیدا ہوئے تھے وہ جو رسا

مر گئے تھے اِسواسطے رانی بھوانی کو بذات خود ہی راج کا کام سنبھالنا پڑا ایمانداری
اور سخاوت مین بڑے بڑے راجاؤن سے سبقت لیگئی ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ
سال پنڈتون اور فقیرون کا مقرر تھا اور قریب پانچ لاکھ بگھیہ کے لوگون کو زمین دے
رکھی تھی گھاٹون اور دھرم شالاؤن وغیرہ کے سوا تین سو مکان خاص بنارس مین اس
غرض سے لیئے تھے کہ جو لوگ اطراف وجوانب سے تیرتھ کے لیئے کاشی مین
آوین اور وہان رہنا چاہین تو وہ مکانات اُنکی سکونت کے لیئے وقف ہین بہت سے
آدمی جو اُسکے علاقہ مین رہتے تھے وہ مع اپنے کنبے کے بنارس کو چلے آئے اور
مدت العمر تک اُنھین مکانون مین رہا کیئے اور مزید بران وہ مسافر جو اُسکے مکانات وقف
مین سکونت پذیر ہوتے کھانا بھی اُسی کے یہان سے پایا کرتے
اِس سیلیئے بنارس سے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آس پاس پانچ کوس کے گرد مین
ستوارے بنوا کر درخت سایہ دار لگا کنوئین کھود دیئے تھے کئی جگہہ دھرم شالہ بنوا کر
تالاب بنوا دیئے اِسکے یہان سے لنگر خانہ ہمیشہ جاری رہتا بنارس مین آٹھ من
بھیگے چنے اور پچیس من چانول ہمیشہ بھوکون کو تقسیم ہوا کرتے اور ایک سو آٹھ
عورت اور مرد کو بہت اچھا کھانا ملا کرتا تھا کہتے ہین کہ جب رانی بھوانی بنارس مین
آئی تھی تو سترہ سو کشتیان اُسکے ساتھ تھین یہہ رانی بڑنگر ضلع مرشدآباد مین گنگا
کے کنارے رہا کرتی تھی چونکہ علی العموم محتاجون کو اُسکے پاس تک رسائی نہین
ہوتی تھی اس سیلیئے یہہ حکم عام دے رکھا تھا کہ جو کوئی محتاج آوے اُسکو بے ہمارے

پوچھے ایک روپیہ تک فوطہ دار پانچ روپیہ تک خزانچی دس روپیہ تک متصدی اور
سو روپیہ تک دیوان دیدیا کرے اور جب سو روپیہ سے زیادہ دیا ہوا کرے تو
اجازت طلب کی جائے اُسکے علاقہ مین برہمنون کی لڑکیون کی جتنی شادیان
ہوتین سب کا خرچ رانی کی سرکار سے ملا کرتا تھا نو درگا کی پوجا مین ہر سال دو ہزار
روپیہ کی پوشاکین ناکتخدا لڑکون اور لڑکیون کو ملا کرتی تھین ـ اور پوشاک کے
ساتھ ایک ایک لڑکی کو ایک ایک نتھ بھی سونے کی دیجاتی تھی اور پچاس ہزار
روپیہ سالانہ پنڈتون کو ملتا تھا بیمارون کی بیمارداری اور علاج کے لیے آٹھ
طبیب نوکر تھے جو کہ اُسکے تمام علاقہ مین گانو گانو گشت کر کے بیمارونکی خبرگیری
کرتے اِن اطبا کے ساتھ اور نوکر بھی رہا کرتے سخاوت اور ایمان کے باب
مین رانی کا بہت پکا اعتقاد تھا چنانچہ ایک دفعہ علاقون پر سے سالانہ آمدنی
کے آنے مین توقف ہوا تو اُسنے حکم دیا کہ کھیتون مین جو غلہ بھرا ہوا ہی سب بیچ ڈالو
اور جس جس شخص کو جو کچھ مینے دینے کا اقرار کیا ہی فی الفور دیدو ÷

کہتے ہین کہ وہ غلہ تین لاکھ روپیہ کو فروخت ہوا اور خزانہ مین داخل ہونے سے
بیشتر لوگون کو تقسیم ہو گیا جسپر بھی بہت سے اہل حاجت محروم رہگئے اِس لیئے
اُسنے ایار پور بیچکر اُنکو چکا دیا اور جسے اُسنے دینے کا وعدہ کیا تھا اُس سے
وعدہ خلافی نکی ÷

کہتے ہین کہ وہ رانی چار گھڑی رات رہے سے اُٹھا کرتی اور صبح تک پوجا

مین مشغول رہتی صبح کو نہا دھو کر دوپہر تک پوجا پاٹ مین رہتی اور گرنتھ سنا
کرتی پھر بہابی سیکر اپنے ہاتھہ سے کھانا پکاتی اور جب دس برہمنون کو
پہلے کھلا لیتی تب پیچھے آپ کھاتی بعد اسکے دیوانخانے مین زیب مسند ہو کر
پان وغیرہ سے شغل کرتی اس عرصے مین کارداروں کو جو حکم دیا ہوتا وہ انکو
لکھوا دیتی تیسرے پہر کو دھرم شاستر سنتی جب دو گھڑی دن رہتا تو اہل کار واسطے
دستخط کے کاغذات پیش کرتے پھر ان پر دستخط کرکے چار گھڑی رات
گئے تک پوجا مین مصروف رہتی من بعد کھانا کھانے سے فارغ ہو کر ڈیڑھ پہر
رات گئے تک دربار کرتی اور معاملات ریاست کو فیصل کیا کرتی تیس برس
کی عمر مین بیوہ ہوئی تھی اور اناسی برس کی عمر مین اسنے وفات پائی جب تک
زندہ رہی جو جس سے وعدہ کیا اس مین کبھی خلل نہ آیا ہمیشہ اپنے عہد کو اسنے
بہت استقلال سے نباہا *

چوتھی حکایت

پنڈت کالیداس کے ذکر مین

کہتے ہین کہ کالیداس نے جو راجہ بھوج کے یہان کا بہت بڑا نامی پنڈت مشہور تھا اوسنے لڑکپن مین کچھ لکھا پڑھا نہ تھا اپنی عمر محض لہو و لعب مین گذاری تھی لیکن یہہ تمام فصاحت و بلاغت علم و فراست اوسکو بدولت ایک عورت کے نصیب ہوئی تھی ✤

راجہ شاردانندن کی بیٹی شاستر مین طاق اور علم مین شہرۂ آفاق تھی اوسنے عہد کیا تھا کہ جو شخص اس علم مین مجھے معقول کریگا اوس سے مین اپنی شادی کرونگی اس راجہ کی بیٹی کی عقل و فہم اور علم کا شہرہ سنکر اکثر امصار و دیار سے پنڈت آئے لیکن مباحثۂ علمی مین کسی کی اوسکے سامنے پیش رفت نہ گئی ✤

جب پنڈتوں نے یہہ دیکھا کہ یہہ لڑکی کسیطرح رام نہین ہوتی اور مناظرہ مین دلائل قاطع اور براہین ساطع سے ساکت کردیتی ہی تب سب یکدل ہوکر یہہ ارادہ کیا کہ اس لڑکی کی شادی کسی ایسے نادان اور بے وقوف آدمی کے ساتھ کرانا چاہیئے کہ یہہ بھی عمر بھر یاد کرے اور اپنے اس غرور و تکبر کو جو علم کے باعث سے رکھتی ہی یاد کرکے نہایت تاسف کرے ✤

القصہ یہہ لوگ ایسے ہی شخص کی تلاش مین نکلے اتفاقاً جاتے جاتے
اونھون نے دیکھا کہ ایک کندۂ ناتراشیدہ درخت کی جس شاخ پر بیٹھا ہی اوسکو
کاٹ رہا ہی یہہ لوگ اوسے احمق مطلق جانکر بڑی تو ضیع اور خوشامد سے
نیچے بلایا اور کہا کہ ہم راجہ کی بیٹی کے ساتھہ تیری شادی کرائے دیتے
ہین لیکن جب راجہ کی مجلس مین جائے تو خبردار خاموش ہی بیٹھا رہنا رہنا کوئی
کلمہ زبان سے نہ نکالنا اور بر تقدیر اگر کچھہ کہنا بھی ہو تو اوسکو صرف کنایون اور
اشارون سے ادا کرنا غرض یہہ سب باتین سمجھا کر اوسکو راجہ کی محفل مین لیگئے جتنے
پنڈت اوس وقت دربار مین حاضر تھے سبنے کھڑے ہو کر نہایت ادب سے
اوسکو تعظیم دی اور راجہ کی بیٹی سے عرض کیا کہ ہمارے گرو جنکو ہر علم مین دستگاہ
اور استعداد وافی حاصل ہی آپ سے شادی کا ارادہ کرکے تشریف لائے
ہین لیکن اونھون نے عبادت کے لحاظ سے خاموشی اختیار کی ہی جو کچھہ
آپکو شاستر مین بحث کرنا ہو اشارون سے کیجیئے ناچار اوس لڑکی نے
اس خیال سے کہ اللہ تعالی ایک ہی ہی ایک انگلی اُٹھائی اِس خر نا شخص نے
یہہ جانا کہ ایک انگلی اُٹھانے سے اِسکا منشا یہہ ہی کہ ایک آنکھہ میری پھوڑیگی اور
ایسی دو اُنگلیان اُٹھائین اِس نظر سے کہ اگر تو ایک آنکھہ میری پھوڑیگی تو مین تیری دونون آنکھین پھوڑ دونگا
لیکن پنڈتون نے اسکی دو انگلیون کے اشارہ سے ایسا مضمون ثابت کیا کہ راجہ کی بیٹی دلسے سر تسلیم
تسلیم کیلیا یعنے وہ لڑکی قائل ہو گئی اور حسب شرط کے اون دونونکی شادی ہو گئی رات کو جب دونون خلوت

مین گئے تب اتفاقاً ایک اونٹ چلّا اوٹھا رانی نے پوچھا یہہ کیا شور ہی یہہ
نادان تو کوئی لفظ صحیح بولنا ہی نہین جانتا تھا بولا کہ اوٹر چلاتا ہی جب اوسنے دوبارہ
پوچھا تب بجاے لفظ اونٹ کے لفظ اوشٹ کو استعمال کیا مگر اونٹ صحیح لفظ پھر
بھی نہ بول سکا اوس وقت راجہ کی بیٹی کو پنڈتون کا فریب معلوم ہوا اور اپنے
فریب مین آنے پر کمال افسوس کرکے زار زار رونے لگی یہہ حضرت بھی دل مین
نہایت شرمندہ ہوئے پہلے تو یہہ ارادہ کیا کہ کسی طرح اپنے آپ کو ہلاک
کرے لیکن پھر کچھہ سوچ سمجھکر تحصیل علم مین محنت و کوشش کرنے لگا
اور چند روز مین ایسا پنڈت ہوا کہ جسکا نام کالیداس ہوا آج تک مشہور ہی
جب یہہ شخص علوم و فنون مین کامل ہوکر اپنے گھر آیا تب اوسکی بی بی کو اسقدر
خوشی ہوئی کہ تحریر و تقریر مین نہین آسکتی سچ ہی محنت سے سب کچھہ
ہوسکتا ہی ✤

پانچوین حکایت

ماں باپ کی خدمت کے بیان مین

کہتے ہین کہ شہر نیویارک مین جو کہ ملک امریکا یعنی نئی دنیا مین واقع ہی ایک
بڈھا اور بڑھیا رہا کرتے تھے یہہ بیچارے بسبب کبر سنی کے قابل محنت کرنے
کے نہ رہے تھے اور نہ اس قدر استطاعت تھی کہ بغیر محنت کے کچھہ سامان
کھانے پینے کا بہم پہنچائین چنانچہ سنہ ۱۷۸۳ع مین جب جاڑے کی نہایت ہی
شدت ہوئی انکی لڑکی جو محنت مزدوری کر کے کچھہ پیسے کما لاتی تھی اوسی سے
اونکی خور و پوش کا گذارہ ہوا کرتا اور تاپنے کے لیئے لکڑی بھی اسی مین سے
خرید لیتے تھے اتفاقاً ایک روز اوس لڑکی کو کوئی بھی پیسا دستیاب نہوا اسلیے
بیچاری اپنے ماں باپ کی طرف خیال کر کے نہایت فکرمند ہوئی سوچتے
سوچتے اوسے یہہ خیال آیا کہ یہان ایک شخص دانت بنانیوالا رہتا ہی وہ ایک
اچھے دانت کے بدلے جو اوسے اکھڑ لینے دے ایک اشرفی دیتا ہی تب
یہہ لڑکی اوس کاریگر کے پاس گئی اور اپنا سارا ماجرا اوسکے سامنے بیان کر کے
کہا کہ تو میرے سب دانت اکھیڑ لے اور فی دانت ایک اشرفی کے حساب سے
کل دانتون کی قیمت میرے حوالے کر تا کہ وہ اشرفیان مین اپنے ماں باپ

کے کام مین صرف کرون لڑکی کی یہہ بات سُنکر دانت بنانے والے کے
دل پر ایسا اثر ہوا کہ وہ اپنی رقت کو ضبط نہ کرسکے بے اختیار زار زار رونے لگے
اور دس اشرفیان جیب سے نکال کر لڑکی کو دین اور بولا کہ نیک بخت دولت تیری
تجھی کو مبارک رہین تو یہہ اشرفیان لے اور اپنے ماں باپ کی خدمت
کر فی الحقیقت اس نیک لڑکی نے کیا مردانہ کام کیا ہی کہ جو سُنتا ہی تحسین کرتا
ہی سچ ہی خدمت والدین ہر فرد بشر پر فرض عین اور موجب سعادت دارین ہی +

چھٹی حکایت

رانی درویدی کے ذکر مین

تاریخ مہابھارت سے واضح ہوتا ہی کہ جب لڑائی مین دریودھن بھیم
کے ہاتھہ سے زخمی ہوا اور اسوت تھاما جو پانڈون کے گرو درونا چارج کا
بیٹا تھا دریودھن کی طرف سے رات کے وقت پوشیدہ پانڈون کے
لشکر مین آکر درویدی کے پانچون لڑکون کا سر کاٹ لایا اور درویدی یہہ ماجرا
دیکھہ کر واویلا کرنے لگی تب ارجن نے اپنے بھائیون کی وہ حالت اور
درویدی کا یہہ درد دیکھہ کر مضطر و بیقرار ہو رتھہ مین بیٹھہ اسوت تھاما کے سر کاٹنے
کا عزم بالجزم کر کے اوسکا تعاقب کیا اور جاتے ہی گرفتار کر لیا جب ارجن
اسوت تھاما کو رسی سے باندھنے لگا تب سارتھی نے ارجن سے عرض کیا
کہ اس ظالم بے رحم نے سوتے مین لڑکون کا سر کاٹا ہی یہہ لائق رحم نہین ہی
آپ اسکے مارنے مین توقف نہ کیجیئے اور جو ارادہ کیا ہی اُسے پورا کیجیئے
ارجن دست و پا بستہ آدمی کے مارنے کو جوانمردی سے بعید تصور کر کے
اوسکو اوسی طرح زندہ درویدی کے سامنے لے آیا لیکن درویدی کی عالی ہمتی
اور صبر و تحمل کو خیال کرنا چاہیے کہ ایسے سخت مجرم کو حیوان کی طرح گرفتار اور سر

[illegible] دکھڑا دیکھکر افسوس کرکے اپنے بھتیجے ارجن
سے بولی [illegible]ے گرو درونا چارج کا بیٹا ہی اِسکے مارنے کو تمھارا ہاتھہ
کِسطرح اُٹھہ سکتا ہی کیا اِسکو مارکر اپنے خاندان کو بدنامی کا داغ لگاؤگے
اِسکو جلد رسّی سے کھولدو تمھارے گرو کی بی بی اپنے شوہر کے غم مین درد مند ہوکر دلریش
ہورہی ہی ایسا نہو کہ اُسے آپ اپنے بیٹے کے درد مندین میری طرح جلنا پڑے اولاد
کے مرنیکا درد جسقدر ہوتا ہی میرا ہی دل خوب جانتا ہی۔ خدا کسیکو نہ دکھاوے
بلکہ نسناوے دروپدی کی ایسی ہمت اور تحمل کی باتین سُنکر ارجن کی آتش
غضب بھی پانی ہوگئی اور اوسی وقت اسوتّ تھاما کو رسّی سے کھولکر
جان بخشی کی +

ساتوین حکایت

بی بی جیمس کے ذکر مین

بی بی جیمس اپنی کتاب مین لکھتی ہین کہ ایک روز مین ملک جرمنی مین کہ ہندوستان سے قریب دو ہزار کوس کے شمال کی طرف واقع ہی بھانگر سے شہر فرنکفورٹ کو جاتی تھی اُسلیے راہ مین فلڈا سے دو ایک منزل آگے جب مین ایک سرا ے مین اُتری تو کیا دیکھتی ہون کہ ڈاک گھر کے دروازے پہ گاڑی سے بہت سے مسافر اُترتے ہین منجملہ اُنکے ایک عورت نظر آئی کہ سر سے پانو تک سرمائی پوشاک پہنے ہوئے ہی اور خوبی رخسار اور مستانہ رفتار سے حُسن ظاہر و باطن آشکار ہوا کی جنبش سے سیاہ نقاب کا مُنہ پر سے اُڑجانا اور سُرخ و سپید چہرہ کی چمک کا نقاب کی سیاہی مین نمایان ہونا اور بھی دل کو بے اختیار کرتا تھا جب گاڑی سے اُتر کر سرا ے مین جہان مین ٹھہری تھی وہ بھی اُتری تو پہلے صاحب سرا ے کو بُلا کر حاضری طیار کرنیکا حکم دیا پھر سفر کے کپڑے اُتارنے شروع کیے پہلے تو قاقم کا لبادا جو سب کپڑون کے اوپر تھا اُتار ڈالا پھر شال کی دو چادرین اُتارین پھر ایک ریشمی سمور کی [illegible] لمبی چوڑی آستینون کا اُتارا جب سفر کی پوشاک سب اُتار چکی تو مین کیا دیکھتی

ہوں کہ نہایت ماتمی لباس سیاہ پہنے ہوئے ہی پر اوسکی آنکھہ ناک اور انداز
و ادا دیکھکر مین حیران ہو گئی اور وہ گول گول ہاتھہ چھوٹا سا مُنہہ شوخ شوخ آنکھیں
بال سر کے گُندھے میٹھی میٹھی باتین کبھی میرے دل سے نہ بھولینگی اوسوقت اوسکا چہرہ غمگین اور
افسردہ معلوم ہوتا تھا باوجود اس افسردگی اور غمگینی کے جب کوئی بات ہنسی کی آجاتی تو اس انداز
و ناز سے ہنستی تھی کہ سبکو ہنسی آجاتی طرز گفتگو اور بالوں کی گندھاوٹ سے تو وہ ہسپانیہ کی یا اٹلی کی معلوم ہوتی تھی
لیکن اوسکے لباس اور پوشاک کی تراش خراش دیکھکر مین حیران تھی اس عرصہ مین جب اوسنے
اپنا دستانہ اُتارا تو ایک ہیرے کی انگوٹھی بھی اوسکی اُنگلی مین نظر پڑی جب حاضری کھا
چکی گاڑیان اور اوسکے ہمراہیون مین سے ایک آدمی اُسکے پاس آیا اور دونوں نہایت
ادب و تعظیم اوس سے گفتگو کرنے لگے اونکی باتوں سے مجھے اتنا تو معلوم ہوا کہ یہہ عورت
اکیلی صحرا کے سیر کیلیے آئی ہی کہ اُسکے مشرقی حصہ مین واقع ہی اور اپنے گھر کو جاتی ہی
لیکن اس سے مجھے اَور بھی حیرت زیادہ ہوئی اور بے اختیار اس حیرت انگیز ماجرے
کے دریافت کرنے کو جی چاہا کہ یہہ نوجوان عورت بائیس [۲۲] تئیس [۲۳] برس کی سیر یا کے
لق و دق بیابان مین تنہا کس کام کے واسطے گئی تھی اس درمیان مین کچھہ اشیاے
ضروری خریدنے کے لیئے مین بازار گئی جب لوٹ کر آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہ عورت
زار زار بے اختیار رو رہی ہی اور سر ڈالے تھی اوسکے ساتھہ روتے اور اوسکو
تسکین اور دلاسا دیتے ہین مین جرمنی ملک کی زبان بخوبی نہین بول سکتی تھی
اور وہ میری فرانسیسی زبان جانتی تھی اسواسطے مین اوسکے رنج و تسلی دیے

مین شریک ہو سکی - شہر فرنکفورٹ مین بھی ہم دونون ایک ہی سرا ے مین
ٹھہرے اور وہان سے شہر میس تک ایک ہی گاڑی مین بیٹھکر گئے
راہ مین اوسنے اپنا سارا قصہ بیان کیا اور اپنے ساتھ مجھے بھی رولایا اوسکے
بیان سے معلوم ہوا کہ وہ شہر دیوکس ہاٹ کے شخص شراب فروش کی بیٹی تھی
سب چار بہن بھائی تھے دو چھوٹے اور دو بڑے سب سے بڑے
بھائی کا نام ہنری تھا چھٹپن سے ہی عقل و فہم کا اور اوسکے چہرے
سے چمکتا تھا اور ابتدا ہی سے اوسکو تحصیل علم کا ایسا شوق ہوا کہ اوسکے باپ
نے [illegible] کے بڑے کالج [illegible] مین پڑھنے کے لیئے بھیج دیا
جب وہ تحصیل علم سے فارغ ہوکر گھر آیا تو اوسکے باپ نے پڑھانے اور
وعظ کہنے کی خدمت سپرد کی - یہ بی بی اوسکی بہت تعریف کرتی تھی اور
کہتی تھی کہ وہ گویا ہمارے خاندان کا چراغ تھا بلکہ شاید اس شہر مین اس
لیاقت کا آدمی تلاش کرنے سے نہ ملتا وہ مرد قد اور خوبصورت تھا اوسکے چہرہ سے
آثار شرافت و حشمت نمایاں تھے علم مین فاضل عقل مین کامل نہایت وضعدار
نیک کردار تھا چندروز کے واسطے ایک شہزادے کا مصاحب مقرر
ہوکر سفر کو گیا اور اوسی شہزادے کی سفارش سے [illegible] کے بڑے
[illegible] مین تعلیم علم دین کا مدرس مقرر ہوگیا اوس زمانے مین ہنری کی
عمر تخمیناً ستائیس اٹھائیس ٢٧ ٢٨ برس کی تھی اوس شہر مین ایک بڑا نامی سوداگر [illegible]

بھی ہتا تھا اتفاقاً ہنری کا دل اوس سوداگر کی لڑکی پر آگیا لیکن باوجود اوسکی
محبت کے اوسکے دل مین خوف خدا بھی تھا جب تک وہ عیسائی ہو کر اوسکے
نکاح مین نہ آگئی یہہ ہرگز مرتکب کسی امر خلاف مذہب کا نہوا بلکہ نکاح سے قبل
ارتکاب ایسے امور کا گناہ عظیم تصور کرتا تھا چونکہ یہہ باتین چھپانے نہین چھپتین
سوداگر بھی ان دونون کی راہ و رسم سے آگاہ ہوگیا اور انکا ملنا آپس مین
سد کردیا پھر بھی آپس کی کشش اور کوشش سے کسی کسی طرح ملاقات
ہو جاتی تھی معلوم نہین ہنری نے اوس لڑکی پر کیا افسون کیا کہ وہ ہنری کے
ساتھ شہر سے نکل بھاگی اور یہودی مذہب کو ترک اور عیسوی مشرب کو اختیار کرکے
ہنری کے ساتھ شادی کرنے کو راضی ہوگئی پر بات نہ سر پڑی راہی مین دونو
گرفتار ہوگئے اور موجب آئین اوس ملک کے ہنری کے ذمہ بہت بڑا قصور عاید
ہوا آخر کو مجسٹریٹ کے سامنے سرکاری ہو کر ہنری نے حال راست
راست کہدیا کہ وہ عورت میرے ساتھ اپنی خوشی سے بھاگی تھی اور عیسائی
ہی اور اوسنے نکاح بھی میرے ساتھ کرلیا ہے اور اسکے لیے حیلا بھی
نکاح کا اسکے ہاتھ میں دیدیا لیکن لڑکی کے باپ نے ان سب باتون
سے انکار کیا ہنری نے کہا اگر یہہ بات جھوٹ سمجھے ہو تو میرا اور
اوس لڑکی کا مقابلہ کرادو پہلے اوسکے باپ نے اس امر مین بہت بہانا
حیلہ حوالہ کیا آخر کو حسب حکم عدالت حاضر کیا وہ لڑکی لرزتی کانپتی اپنے باپ کا

ہاتھہ پکڑے ہوئے حاکم کے روبرو آئی حاکم نے پوچھا کہ تو ہنری کے ساتھہ
اپنی خوشی سے بھاگی تھی۔ کہا کہ نہین حاکم نے پوچھا کہ ہنری تجھے بردستی
بھگا لیگیا تھا بولی کہ ہان جب حاکم نے سوال کیا کہ تو عیسائی ہی اور ہنری کے
ساتھہ تو نے نکاح کرلیا ہی تو وہ ان دونون باتوں سے صاف منکر ہوگئی ہنری
پہلے تو یہہ جھوٹ سُنتے ہی حیران سا رہ گیا پھر جو دل مین جوش آیا تو چاہا کہ
یکبارگی اُس لڑکی پر یورش کرے اردلی کے سپاہیون نے جنکی حراست
مین تھا روک لیا جب کچھہ زور نہ چلا تو جیب سے چھری نکالکر اپنے ہی سینے
مین مارلی سینے مین تو چھری نہ لگی لیکن چھینا جھپٹی مین ہاتھہ اور مُنہہ ہنری کا
کٹ گیا پھر اوسنے غصے مین آکر حاکم کے کسی سوال کا جواب نہ دیا اور چُپ کھڑا رہا
یہان تک کہ جیلخانہ مین لیگئے گھر والون کو یہہ واردات کئی مہینے مین معلوم
ہوئی لیکن یہہ پھر بھی معلوم ہوا کہ جیلخانہ مین اوسپر کیا مصیبت گذری اور پھر کیا
حکم صادر ہوا۔ یہان تک کہ اوسکی جستجو مین عزیزون مین سے ایک آدمی شہر
ریگا تک گیا جب کیفیت واقعی وہان بھی معلوم نہوئی لاچار ہو کر مراجعت کر آیا دن
جاتے دیر نہین لگتی ہنری کو گھر سے نکلے ہوئے چھہ برس گذر گئے اِس
عرصہ مین اوسکا باپ بھی مر گیا اوسکی مان غم مین روتے روتے ایک ایک گھڑی
ایک ایک سال کی برابر کاٹتی تھی ابتداے ۱۸۳۳ء مین ایک سوداگر شہر
ڈیوکس مانٹ مین ہنری کا گھر پوچھتا پوچھتا چلا آیا اور اوسکے بھائی سنون کو

یہہ خبر پوہنچائی کہ ملک سیبیریا کے ویرانون مین روس کے قلعہ پاس ایک
شخص چیتھڑے پانو مین باندھے زنجیر پہنے ہوئے ڈاڑھی بڑھی ہوئی
سی خونی قیدیون کے ساتھہ سڑک کاٹتا مجھے ملا تھا اوسنے اپنا نام مجھے ہیری
بتایا اور کہا کہ مجھکو ناحق تہمت لگا کر ان روسیون نے یہان قید کر رکھا ہے
اگر میرے مان باپ جلد میری رہائی کی کچھہ تدبیر نہ کرینگے تو اِسطرح روتے
روتے اور مٹی کاٹتے کاٹتے مر جاونگا الغرض اِس خبر نے جیسا تمام
گھر والون کو مضطر اور پریشان خاطر کیا مین کہہ نہین سکتی اوسی دم گھر کے
سب آدمی جمع ہوکر صلاح کرنے لگے کہ اب اِس مقدمہ مین کیا کرنا چاہیے
سب کی صلاح یہی ٹھہری کہ روس کی دار السلطنت شہر سینٹ پیٹرس برگ
کے کوتوال سے اِس معاملہ کی خبر دریافت کر کے بادشاہ کو عرضی دینا
چاہیے پھر اِس باب مین تکرار رہی کہ عرضی بادشاہ کو کون پوہنچاوے ہیری
کا بھائی عرضی لیکر پیٹرس برگ کے جانے پر مستعد ہوا لیکن اوسکی شادی
ہوگئی تھی بلکہ دو لڑکے بھی تھے اوسکی بی بی اپنے شوہر کے جانے پر راضی
نہوئی اور بولی کہ اگر میرا خاوند جاویگا تو مین اپنے آپ کو ہلاک کرونگی سواے
اِسکے مان بھی اوسکے جانے سے راضی نہ تھی کیونکہ مردون مین سے صرف
وہی گھر مین رہ گیا تھا جب بھائی نگیا تو بہن جانے کو طیار ہوئی القصہ یہہ عالی
ہمت صاحب جرأت خوش مزاج مہربان بہن اپنے بھائی ہیری کی تلاش

مین اکیلی گھر سے نکلی — وہ کہتی تھی کہ جب مین اپنی مان اور گھر کے لوگون سے
رخصت ہوئی تو دل سے یہہ عہد واثق کیا کہ جو ملنے چاہا تو اپنے بھائی کے
بغیر قصور معاف کرائے گھر کی طرف مراجعت نکرونگی تکالیف و شدائد سفر کا
مجھے کچھہ بھی خیال نہ تھا بلکہ بے حصول مطلب اپنی زیست بھی بہتر نہین سمجھتی
تھی اور اپنا ارادہ پورا کرنے کو جان و دل سے مستعد تھی پر ہاے افسوس
مین بھی کتنی بدنصیب ہون اب مین مان کے سامنے جاکر کیا منہہ دکھلاؤنگی
ہاے حیف صد حیف یہہ کہہ کر بے اختیار رو پڑی تھوڑی دیر کے بعد پھر
اپنا حال یون بیان کرنے لگی کہ اتنا بڑا سفر دور و دراز طی کرکے جب بخیر
و عافیت شہر ریگا مین پونہچی تو کاغذاتِ مقدمہ کی نقل حاکم کی مہر و دستخط
سے لیلی — ابتداے ماہ جون مین شہر سینٹ پیٹرس برگ مین داخل ہوئی اور
بڑی بڑی کوششون سے وہان کی کوتوالی سے اپنے بھائی کی تمام کیفیت چال
اور سزا کا حکم اور اوس مقام کا نام وستار جہان جلا وطن ہوکر شاید تھا سب
کچھہ دریافت کرلیا پھر ایک پادری کی مدد سے جسکے نام کی سفارشی چٹھی اپنے
ساتھہ لے گئی تھی ایک عرضی لکھی اور عرضی لیکر وزیر کے پاس گئی بار وقت وزیر تک رسائی
ہوئی وزیر نے کمال اخلاق سے پیش آیا اور عرضی بادشاہ کے حضور مین پیش کرنے سے
صاف انکار کرگیا مین نے اوسکے روبرو انتہا سے زیادہ عجز و انکسار کیا وہ ابھی
ذرا بھی نرم نہوا ست وکھا ایسیکا ہوگیا کہ تیرا بھائی نہایت بدچلن اور بدوضع تھا

اوسکا گناہ قابل عفو نہین ہی اگر مین بادشاہ ہوتا تو کبھی معاف نہ کرتا۔ مین
اُٹھہ کھڑی ہوئی اور آسمان کی طرف نگاہ کرکے ہاتھہ پھیلا کر کہنے لگی کہ میرے
بھائی کی بیگناہی کا خدا شاہد ہی اور خداے پاک نے مجھہ پر کمال عنایت کی کہ
تجھکو بادشاہت نہ دی ورنہ مجھے اپنی مطلب براری کی کاہیکو کچھہ امید باقی
رہتی وزیر اس گفتگو سے نہایت غصہ ناک ہوکر بولا کہ تو میرے روبرو ایسی گستاخی کی بات
کہتی ہی تو جانتی نہین کہ مین کون ہون مین بیدھڑک بول اُٹھی کہ تو بادشاہ کا وزیر
ہی لیکن پھر کیا تو بڑا بیرحم ہی مجھکو صرف ایسے خداے پاک اور بادشاہ کا بھروسا ہی
یہہ کہکر مین باہر چلی آئی اور وہ بھی بکتا جھکتا میرے پیچھے پیچھے دروازہ تک آیا
اسی طرح اور وزیرون نے بھی بادشاہ کے حضور مین میری عرضی کے پیش کرنے
سے صاف انکار کیا جب مین نے دیکھا کہ میری عرضی بادشاہ تک کوئی نہین
پہنچاتا تو مین خود ہی حضور شاہی مین جانے کو مستعد ہوئی باوجودیکہ سیکڑون روپیے
انعام مین دیے مگر دربانون نے ڈیوڑھی تک بھی نہ پہونچنے دیا
لاچار ہوکر یہہ ارادہ کیا کہ راستہ ہی مین بادشاہ سے اپنا عرض حال کرون مگر اردلی
کے سوارون اور گھوڑے والون نے پاس تک بھی مجھے نہ پھٹکنے دیا ڈیڑھہ مہینا
کامل اسی دوڑ دھوپ مین گذرا ہر صبح ہی امید سے اُٹھتی تھی اور ہر شام ہی ناامیدی
کے ساتھہ سوتی تھی ہر روز پولیس والون کی جھڑکیان سہتی اور بادشاہی محلون
کی خفگیان اُٹھاتی اس عرصہ مین اکثر امیرون کی بی بیون سے میری ملاقات ہوگئی اون

مین سے ایک بی بی کونٹیس الاسی مجھپر بڑی مہربان تھی ایکدن مجھے نہایت غمگین
اور پریشان خاطر پاکے وہ بولی کہ بہن مین تیری عرضی تو بادشاہ کے پاس نہین
لیجا سکتی اور اگر لیجاؤن تو مین بھی تیرے بھائی کیطرح سیبریا کو نکالی جاؤن
لیکن جو کچھ کہ مجھسے تیرے لئے ہوسکتا ہی مین اوسمین ہرگز قصور اور دریغ
نکرونگی اب تو ایک کام کر میری پوشاک پہن اور میری گاڑی مین سوار ہو اور میرے
ہی آدمی بھی اردلی مین سے لے اور بیدھڑک بادشاہی محلون مین چلی جا وہان جاکر
میرے ہی نام سے بادشاہ کو اطلاع کر بادشاہ بیشک بلوالیگا جب تو حضور
مین بادشاہ کے پہونچ جاوے تو تجھے اختیار ہی جو موقع دیکھے اور جو تیرے
دل مین آوے سو کیجیو محل شاہی مین باریاب ہونے تک کا ذمہ تو البتہ مین
کرسکتی ہون بی بی جیمس لکھتی ہین کہ مجھسے نرہا گیا بے اختیار پوچھہ اوٹھی
کہ پھر تو نے کیا جواب دیا بولی کہ کونٹیس الاسی کی اسقدر مہربانی دیکھکر مین
حیران ہوگئی یہانتک کہ اوس وقت مجال گفتگو مجھہ مین مطلق نتھی میری زبان سے
کچھہ بھی نہ نکل سکا مین اوسکے پانو پر گرپڑی اور اوسکی گون کے دامن کو چومنے
لگی الغرض جب بادشاہ کی ملاقات کا وقت ہوا مین اوسکی پوشاک پہن اوسکی
گاڑی مین بیٹھہ سوار اور پیادے اوسکی اردلی کے ہمراہ لے بادشاہی محلو
مین جا داخل ہوئی چوبدارون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ کونٹیس الاسی
حضور کی ملاقات کے واسطے آئی ہی فی الفور دروازے کا پردہ اوٹھہ گیا

کیا دیکھتی ہون کہ بادشاہ سلامت کرسی سے اُٹھکر میرے لینے کے
واسطے چلے آتے ہین لیکن جب میری صورت دیکھی تو جھجک کر پیچھے کو
ہٹنے مین جھپٹ کر اوُنکے پانون پر گر پڑی اور دست بستہ پکار پکار عرض
کرنے کہ بادشاہ سلامت معاف کیجیئے معاف کیجیئے تب بادشاہ بہت
ملائمت سے پوچھنے لگے کہ تو کون ہی اور مجھ سے کیا چاہتی ہی مین بے اختیار
زار زار رونے لگی اور بولی کہ حضور مین کونسٹیبل الاسی نہین ہون مین اوسی کمبخت
ہنری کی بہن ہون جسے لوگون نے تہمت لگا کر سزا دلوائی ہی اوسنے جہانپناہ
سلامت بخشیئے یہہ اوسکے مقدمہ کے کاغذات موجود ہین میرے بھائی کا
گناہ عفو کیجیئے ایک ہاتھ مین یہہ سب کاغذ لیئے ہوئے تھی اور دوسرے
ہاتھ سے اوسکے کارچوبی کرتے کا دامن پکڑ کر زمین پر پڑے پڑے ہونٹون
سے دبائے ہوئے تھی بادشاہ نے اُٹھنے کے واسطے فرمایا لیکن مین زمین
سے نہ اُٹھی آخر کو بادشاہ کے دل مین میرے عجز و انکسار کا بڑا اثر ہوا اور فرمایا
کہ اُٹھ بی بی مین تجھے اُٹھنے کا حکم دیتا ہون مین نے اُٹھ کر اونکا ہاتھ چوما اور
رو کر عرض کیا کہ حضور ان کاغذون کو ملاحظہ فرمالیں بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا
پڑھتا ہوں اور ان کاغذون کو کھولکر پڑھنے لگے جب پڑھ چکے تو اون کو
لپیٹ کر فرمانے لگے کہ بی بی افسوس مین نے تیرے بھائی کا قصور معاف
کیا مجھ سے نہ رہا گیا مین اونکے پانون پر گر پڑی اور عرض کیا کہ آپ اس زمین پر

خدائے مجازی ہین آپ میرے بھائی کی خطا معاف فرماتے ہین اور آپ کے
وزیر اب مجھکو ہرگز آپ تک نہ پہونچنے دینگے مین اپنا راز دل بھی حضور مین
گزارش نکرنے پائی پادشاہ نے کہا کہ اسکا تو کچھہ اندیشہ نکر مین تجھہ سے عہد کرتا ہون
کہ اب ہرگز اس حکم مین لغزش نہو گی پھر مجھکو زمین سے اوٹھا کر دروازے تک
پونہچا گئے ۔ پادشاہ بذات خود اچھا ہے لیکن اوسکو اپنے وزیرون کی بدخلقی
اور بداطواری کا حال معلوم نہین بی بی شمیس لکھتی ہین کہ وہ بی بی اپنی سرگذشت
ہو بہو ایسے لہجے اور اشارون سے بیان کرتی تھی کہ گویا اوسکا سمان میری
آنکھون کے سامنے بندھ گیا تھا جب یہہ پادشاہی محلون سے اپنی دلی
مراد حاصل کر کے لوٹی اور ساری کیفیت ملاقات کی کونٹیس لاسی سے
بیان کی تو اونھون نے کہا کہ جب تک کہ حکم پادشاہی حسب ضابطہ جاری
نہو جاوے یہہ بھید کسی کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہیئے اور اوسکے دل مین
بھی وزیرون کیطرف سے بڑا کھٹکا تھا اگرچہ پادشاہ نے معافی کا حکم دیا تھا
پھر بھی اوسکے دل مین اندیشہ تھا کہین عملہ کے لوگ پھر کچھہ بکھیڑا نہ ڈالدین
بلکہ اسبات کا اوسکے دل مین ایسا فکر و تردد ہوا کہ اوسکے صدمہ سے اوسے
تپ آگئی اور اوسکی شدت سے بیہوش ہوگئی اگرچہ بھوت پلید کا اسکو یقین تھا
لیکن پھر بھی اوسنے بیان کیا کہ جب اس فکر و اندیشہ مین ایک رات مجھے
نیند نہ آئی تو اوٹھہ کر کتاب دیکھنے لگی کتاب دیکھتے دیکھتے جب یکبارگی میری

نگاہ دیوار پر جا پڑی تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرا بھائی کھڑا ہی میرے منہہ سے
نکلا (بھائی ہنری) لیکن اوسنے کچھہ جواب نہ دیا اور آہستہ میرے پلنگ کے
پاس سے چلا آیا آنکھیں اوسکی اُداس اور میری آنکھوں سے چار آنکھیں میرے
پلنگ کے قریب آکر مجھہ پر ہاتھہ رکھا اوسکا ہاتھہ مجھے بھاری اور سرد معلوم
ہوا۔ کچھہ دیر تک میری طرف دیکھتا رہا اور پھر وہاں سے ہٹ گیا۔
مین نے اوس مکان والے کی لڑکی مسماۃ لیسی کو جو میرے قریب کے
کمرے مین سوئی تھی آواز دی اور جب وہ آئی تو مین نے کہا کیا تجھکو بھی
میرا بھائی ہنری کھڑا ہوا معلوم ہوتا ہی وہ بہت ڈری اور نہایت گھبرائی
اور کمرے کے کونے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی کہ ہان مین بھی دیکھتی
ہون القصہ وہ خیالی صورت تو وہان سے غائب ہو گئی لیکن مجھکو یقین ہوا کہ میرا
بھائی ہنری مر گیا خدا ے پاک نے اپنی عنایت سے اِسطرح میری ملاقات
کرائی تمام رات مین اسی خیال مین پڑی رہی۔ دوسرے روز بادشاہ کا ایک سوار
آیا اول تو بادشاہ کی طرف سے دعا کہی اور پھر ایک لفافہ میرے ہاتھہ مین دیا
مین نے لفافہ جو کھولا تو اوس مین بادشاہ کا مہری دستخطی حکمنامہ اپنے بھائی
کی رہائی کا پایا حکمنامہ دیکھتے ہی مجھے اسقدر خوشی ہوئی کہ جامہ مین نہ سمائی
جو لوگ پہلے مجھے جھڑکیان دیتے تھے اب میری خوشامد کرنے لگے خود وہی
وزیر جسنے پہلے میری عرضی بادشاہ تک پوہچانے سے صاف انکار کیا تھا

نہایت ملائمت سے کہنے لگا کہ آپ کیوں تکلیف سفر اُٹھاتی ہین حکمنامہ مجھے دیجیے
مین آپکے بھائی کو یہین بُلائے دیتا ہوں مین نے اُس حکمنامہ کو غیر کے ہاتھہ
مین دینا مناسب نسمجھا اور سواے اِسکے میرا دل بھی یہی چاہتا تھا کہ آپ ہی جا کر
اپنے بھائی کو اِس معافی قصور کا مژدہ سُناؤن اور اپنے ہاتھون سے اوسکی بیڑیان
کاٹون الغرض سفر کا سامان درست کرکے مین سیبیریا کو روانہ ہوئی اور صدہا
کوس کی راہ طی کرکے مین اوس قلعے مین جا پونہچی جہان ہنری قید تھا راستہ
کی تکلیفون کا مین کیا بیان کرون سڑکین خراب اور درمیان مین اکثر جنگل ایسے
ملتے ہین جن مین آدمی کا نشان بھی نہین صرف لق و دق بیابان ہے کھانے پینے
کی چیزین بھی بڑی دقت سے ملتی ہین اکثر بھوکے ہی ہجانا پڑتا تھا جب وہ اس
سُنسان جنگل اُجاڑ اور اپنی تنہائی کی حالت دیکھتی اور اپنے گھر بار کو کہ صدہا
کوس کے فاصلہ پر تھا یاد کرتی اکثر یہہ شبہہ دل مین گذرتا کہ یا الٰہی مین جاگتی ہون
یا خواب و خیال کا عالم ہے۔ قلعہ دار کے نام کا ایک خط بھی سینٹ پیٹرس برگ سے
مین ساتھہ لائی تھی اوسکو اوس حکمنامہ کے ساتھہ قلعہ دار کے ہاتھہ مین دیا قلعہ دار
دیر تک بڑے غور سے اوس حکمنامہ کو پڑھتا رہا اور پھر یون بولا کہ حیف
صد حیف ہنری جسکے واسطے آپ یہہ حکمنامہ لائی ہین ایک برس کا عرصہ گذرا
کہ اوسکا انتقال ہوا مین یہہ بات سُنکر غش کھا کر زمین پر گر پڑی الحاصل
بی بی انیوس نے جب اپنا قصہ یہان تک پہنچایا بے اختیار زار زار رونے لگی

اور رو رو کر بولی کہ ہاے مین اپنے بھائی کو چھڑانے کے لیئے گئی تھی
لیکن بھائی کے بدلے وہان مین نے اوسکی قبر پائی وہان سے جب وہ
لوٹکر پھر سینٹ پیٹرس برگ مین آئی لوگون نے اوسکی بڑی خاطرداری کی
بادشاہ نے اوسکو بولا کر بہت سا دلاسا دیا۔ اور امیرون نے شال دوشالے
سموری چوغے اور ہیری کی انگوٹھیان وغیرہ قیمتی چیزین جسکو پہنے ہوے
تھی دیکھکر بی بی جیمس کو تعجب ہوا تھا اوسے نشانی کے طور پر تحفہ دین
وہ یہہ بھی کہتی تھی کہ جب مجھے بادشاہ کے حضور سے میرے بھائی کی
رہائی کا حکمنامہ حاصل ہوا تھا تو مین نے گھر کو اطلاعی چیٹھی لکھی تھی لیکن جب سے
ابتک کچھہ بھی نہین لکھا مین ڈرتی ہون کہ اس خبر وحشت اثر کو سنکر کہین میری
مان بھی نہ مر جاے اس عرصہ مین انکی گاڑی وہان پر آپہنچی جہان سے
دونون کی راہ الگ ہوئی تھی بی بی اسوس تو خشکی کی راہ سے ڈیونکس ماٹ
کو روانہ ہوئی اور بی بی جیمس اپن ندی مین تری کی راہ چلی گئی +

آٹھوین حکایت

عورتون کی ہمّت کے ذکر مین

سنہ ۲۰۳ء مین جن دنون روم کا بادشاہ افریقیہ کے عیسائیون کو قتل کرتا تھا
شہر کارتھج سے پانچ عیسائی گرفتار ہوئے منجملہ اونکے دو عورتین تھین
ایک فلسٹاس نامی کنیز اور دوسری آپرپٹیا نامی ایک عزت دار بی بی عمر اوسکی
بائیس ۲۲ برس کی اور ایک چھوٹا سا لڑکا اوسکی گود مین تھا۔ باپ اوسکا نہایت
ضعیف اور بت پرست تھا اوسکو اپنی اس لڑکی سے کے ساتھہ جو عیسائی مذہب
رکھتی تھی کمال محبت تھی جیلخانہ مین جاتا اور مذہب عیسائی چھوڑنے کے
واسطے اپنی اس پیاری بیٹی کو بہت سمجھاتا لیکن اس باب مین وہ کب اوسکا
کہنا مانتی تھی یہان تک کہ وہ خفا ہوکر اپنے گھر چلا آیا لیکن جب سُنا کہ کل
اون قیدیون کا مقدمہ پیش ہوکر حکم سزا صدور پاویگا بے اختیار ہوگیا اور غلبہ
محبت سے غصہ کو بالکل بھول گیا دوڑا ہوا جیلخانہ مین چلا آیا اور اپنی بیٹی
سے کہنے لگا کہ جانِ پدر مجھہ بڈھے باپ اور اس ننھے بچے کیطرف دیکھہ
جب تو ماری گئی تو یہ نہ بچا کیونکر جئیگا اور بیٹی کا ہاتھہ پکڑکر چومنے لگا اور اوسکے
پانو پر گر کے بہت سا رویا۔ اگرچہ باپ کا درد و غم دیکھہ کر بی بی آپرپٹیا کا کلیجہ اُمنڈ

آیا لیکن پھر بھی جس مذہب پر اوسے اعتقاد تھا اوسی پر ثابت قدم رہی دوسرے
روز جب اِن سب قیدیونکی کچہری مین طلبی ہوئی اور بی بی آپرپٹیا سے بہت کچھ سوال کیا گیا
تو اوسکا باپ اوسکے لڑکے کو روبرو لے آیا اور پھر اوسیطرح نہایت ملائمت
اور عاجزی سے سمجھانے لگا حاکم نے بھی بہت فہمایش کی کہ تو کیون ناحق
اپنی جان کھوتی ہے اپنے بڈھے باپ اور ننھے بچے کی طرف دیکھ اور اس
خیال سے درگذر لیکن آپرپٹیا نے نہ مانی اور کہا کہ صاحب یہہ بات ہرگز نہین ہونے
کی حاکم نے جھنجھلا کر پوچھا کہ پھر کیا تو عیسائی ہے جواب دیا کہ ہان بیشک مین
عیسائی ہون باپ اوسکا یہہ سُنتے ہی دیوانہ سا ہو گیا اور چاہا کہ اپنی لڑکی کا
ہاتھ پکڑ کے باہر لے جاوے لیکن سپاہیون نے اوسے کوڑے مار کر باہر
نکال دیا اور حاکم نے اون پانچون آدمیون کے حق مین حکم دیا کہ جنگلی جانورون
کو کھلا دیئے جاوین پہرے والے اِن قیدیون کو پھر جیلخانے مین لے آئے
ابتک لڑکا بی بی آپرپٹیا کا اپنی مان ہی کا دودھ پیتا تھا لیکن اوس روز سے
اوسکے نانا نے اوس لڑکے کا جیلخانہ مین جانا بند کر دیا اور اوسکی مان بیچاری
نے پھر دم اخیر تک بھی اپنے لڑکے کو نہ دیکھا فلسٹاس اِس عرصے مین جیلخانہ
کے اندر ہی ایک لڑکی جنی جب شدت دردِ زہ سے شور و فغان کرنے لگی تو
پہرے والون نے تمسخر کی راہ سے کہا کہ اس درد سے تو اِسقدر چلاتی ہے جب
جنگلی جانورون کے سامنے چھوڑی جاویگی تو کیا حال ہوگا فلسٹاس نے کہا

کہ یہہ درد مجھکو ہوا اور وہ درد اوسکو ہوگا جسکے لیئے مین جانورون کو کھلائی
جاؤنگی اوسکی لڑکی کو ایک عیسائی لیگیا اور بطور اپنی اولاد کے پرورش کرنیلگا
یہہ بھی دستور تھا کہ جب کوئی شخص مارا جاتا تو پہلے اوسکی ضیافت کرتے
تھے جب یہہ پانچون شخص کھانا کھانے بیٹھے اونکے چہرون پر بجائے افسردگی
کے ایسی شگفتگی معلوم ہوتی تھی کہ شاید کسی کو اپنی اولاد کی شادی مین بھی یہہ خوشی
ہوتی ہوگی بت پرستون کو اونکا یہہ حال دیکھکر حیرت اور تعجب تھا اور عیسائی مذہب
والے اونکو دیکھکر بہت خوش اور زیادہ معتقد ہوتے تھے ساتوین مارچ کو
پہرے والے ان قیدیون کو قتلگاہ مین لے گئے جہان ایک ہجوم تماشائیون کا
تھا آپرپٹیا نے وہان جاکر وہ ترانۂ عیش و نشاط گایا جو وہان کے لوگون مین بوقت
خوشی فتحیابی کسی بڑی مہم کے گایا جاتا تھا اور ان گرفتارون سے تین عیسائیون
نے قتل کے وقت کہا کہ بابا جو حکم تمنے ہمارے لیئے اس دنیا مین دیا ہے خدا
آخرت مین تمسے اسکا بدلہ لیگا یہہ سنکر حاکم کے سپاہیون نے انھین کوڑے
مارنا شروع کیا اور شکاریون نے ایک ریچھہ اور ایک چیتا اون پر چھوڑا ان درندون
نے دیکھتے ہی دیکھتے ان تینون کو پکڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا آپرپٹیا اور
فلسٹاس پر مرکھنی گاے دوڑائی اوسنے ان دونون کو سینگون پر اٹھاکر زمین پر
دے مارا فلسٹاس کے بہت چوٹ لگی لیکن آپرپٹیا نے اٹھکر اپنے بال اور
کپڑے سنبھالے اور پھر اوسنے فلسٹاس کو بھی زمین سے اٹھایا جب

مرکھنی گائے کے حملہ سے اِن دونوں کی جانین بچ گئین تو حاکم نے جلاد کو
حکم دیا کہ تلوار سے اِنکو قتل کرے جلاد بھی انا ڑی تھا بڑی دِقت و تکلیف کے
ساتھہ اِن عورتون کو قتل کیا یہہ بی بی اور باندی یعنی آبرپیشیا اور فلسٹاس اوس زمانہ
کی عیسائی نیک عورتون مین اول درجہ کی گنی جاتی ہین ✢

نوین حکایت

پولچیریا کے بیان مین

پولچیریا روم کے بادشاہ کی بیٹی تھی جب اوسکا باپ سنہ ۴۰۸ء مین مر گیا اوس وقت یہہ نو برس کی تھی لیکن ابتدا ہی سے صاحب عقل سلیم اور فہم مستقیم تھی ہنوز پندرہ برس کا سن تھا کہ وزراے مملکت اور امراے سلطنت نے باہم صلاح و مشورہ کرکے اوسے اور اوسکے بھائی تھیوڈوشیش کو تخت سلطنت پر بیٹھا دیا بھائی اوسکا اوس سے ایک برس چھوٹا تھا پولچیریا تمام کاروبار سلطنت کو بخوبی انجام دیتی تھی اور اپنے بھائی کی تعلیم و تادیب مین توجہ دلی اور کوشش کلی رکھتی اگرچہ عمر مین لڑکی تھی مگر تحمل اور متانت اور فہم و ادراک مین بڑے بوڑھون کو مات کرتی تھی پہلا بڑا کام نہایت عقلمندی کا جو اوس سے ظہور مین آیا یہہ تھا کہ اوسنے تا دم زیست مجرد رہنا اختیار کیا اور شادی نکی بلکہ ارکنڈیا اور مرینا نامی اپنی دونون چھوٹی بہنون کو بھی اس بات پر راضی کرلیا کہ وہ بھی مدت العمر عالم تجرید مین گذارین کیونکہ دوسرے بادشاہ سے قرابت کرکے طرح طرح کے فساد اوٹھتے ہین چنانچہ تینون بہنون نے گرجا مین جاکر قادر مطلق کو حاضر ناظر جانکے تمام عمر پرہیزگاری کے ساتھہ مجرد

رہنے کی قسم کھائی۔ اور ایک مرصع تختۂ طلائی پر اسکا عہدنامہ کندہ کراکر ایک بڑے گرجا مین آویزان کرادیا۔ ان تینون ایماندار اور نیک کردار عورتون کے باعث سے بادشاہی محل گویا کہ زاہد عورتون کا عبادتخانہ ہوگیا یہہ تینون بہنین جب اپنے اپنے کمرہ مین اکیلی ہوتین توبنظر مزید احتیاط کسی مرد کو وہان نہ آنے دیتین اور پولچریا تو سواے دربار عام کے کبھی کسی مرد سے بات بھی نکرتی پوشاکین انکی سادی زر و جواہر سے معرّا ہوتی تھین کھانے مین بھی بہت تکلف نتھا بلکہ اکثر روزہ دار رہتین اور اپنے وقتون کو ضائع نہ کرتین خدا یتعالی کی عبادت اور پڑھا لکھنا سیپارونا غریبونکو خیرات دینا انھین کامون مین اونکا وقت منقسم تھا موافقت ان تینون بہنون مین اسقدر تھی کہ اگراونکو تین قالب و یکجان سمجھئے تو بجا ہی ساتھ ہی کھاتین اور ساتھ ہی اٹھتین۔ ساتھ ہی عبادت کرتین فرق صرف اتنا ہی تھا کہ پولچریا سواے امور متعلقہ کے سلطنت کے کام کو بھی انجام دیتی تھی سو اِس بات کا دونون بہنون کے دل مین کچھ حسد نتھا بلکہ بہت ہی خوش تھین۔ کیونکہ اوسکو اپنے آپ سے بہت بڑا عقلمند سمجھتی تھین ارکنڈیا نے لوگون کے آرام کے واسطے شہر قسطنطنیہ مین اپنی جیب خاص سے حمام بنوائے کہ اوسی کے نام سے مشہور ہوئے ❖

پولچریا کو سلطنت کے کاروبار کرنیکا کچھ دلی شوق نتھا لیکن اوسکی عقلمندی

اور خوش تدبیری دیکھہ کر لوگون نے یہہ اوسپر ایک بار ڈال دیا تھا چار و
ناچار اوسنے بھی اِس بات کو قبول کر لیا۔ وہ قدیمی زبان رومی اور یونانی
دونون جانتی تھین اور بہت سمجھدار تھی جو کام کرتی اول اوسکے انجام بخیر ہونے
کی خدا سے دعا مانگتی اور پھر اپنے مصاحبون سے صلاح لیتی اور خود بھی اوسکے
خوب سوچتی تدبیر کے سوچنے مین جلدی نہ کرتی لیکن جب مشورہ کامل ہوتا
اور اوس بات کے اجرا کوئی امر مخل انداز نہ معلوم ہوتا اوس وقت اوسکے جاری
کرنے مین بہت کوشش اور جلدی کرتی اپنے بھائی کی تربیت مین بجد وجہد
مشغول رہتی بہتر سے بہتر اُستاد صاحب استعداد ماہر علم وفن تلاش کرکے مقرر
کیئے۔ بہت سے امیرون کے لڑکے ہم عمر تھیوڈوشیس کے ہم سبق ہوئے
تاکہ آپس مین دیکھا دیکھی سے شوق و رغبت زیادہ ہو اور محنت کرنے سے
جی نہ گھبراوے تلوار اور نشانہ مارنا گھوڑے پر سوار ہونا وغیرہ سب فنون
سپہگری اوسکو سکھائے جاتے اور ملکی بندوبست کے طریقہ خود تعلیم کرتی
تھیوڈوشیس کی طبیعت یونجیریا کی سی نہ تھی کبھی اپنا کام صفائی اور خوبی کے
ساتھہ انجام نہ دیا بلکہ اپنا بار اَورون پر ڈال دیتا اور خود متوجہ کم ہوتا اگرچہ شکار
کھیلنا تصویر کھینچنا نقش و نگار بنانا یا کتاب نقل کرنا اِنھین کامون کی طرف
اوسے رغبت زیادہ تھی لیکن باینہمہ نیک نیت اور صاف طینت اور رحم دل
بھی بدرجۂ غایت تھا۔ مجرمان عذر خواہ کا اکثر قصور معاف کردیتا یہہ حال

دیکھ کر ایک روز یوجیریا نے اوس سے کہا کہ بھائی تو خونیون کو بھی اسیطرح
بغیر سزا دیئے چھوڑ دیا کریگا تو ملک کا انتظام کس طرح ہوگا تھیوڈوسیس نے
جواب دیا کہ بہن آدمی کا مار ڈالنا تو سہل ہی لیکن اوسکا زندہ کرنا سوا ے خدا کے
کسی کے دست قدرت مین نہین ہی چنانچہ مجرمون کے بچانے کو تو کبھی
کبھی اپنا حکم جاری کرتا باقی بالکل بندوبست سلطنت کا یہی یوجیریا کرتی آپ
اوس مین ذرا بھی دخل نہ دیتا اور یوجیریا کے اعتقاد کو دیکھا چاہیئے کہ باوجود
اسقدر عدیم الفرصتی کے شب کو اپنی بہنون کے ساتھہ عبادت مین شریک
ہوتی اور دن مین گھڑیون انجیل پڑھا کرتی رات کو پلنگ سے اُٹھکر گھنٹون
کتاب دیکھا کرتی باوجودیکہ یوجیریا کے عہد کو سیکڑون برس گذر گئے
لیکن اوسکا نیند کا مارنا اور بستر سے اُٹھکر اکیلی بیٹھکر خالق کی عبادت کرنا اب تک
گویا کہ آنکھون کے سامنے ہی یہہ تینون بہنون سخی اور فیاض اتنی بڑی تھین
کہ اوس زمانہ مین تمامی ملک روم مین فقیر ڈھونڈھا نہ ملتا تھا ضلع ضلع مین
گرجے شفاخانے مسافرخانے محتاج خانے بنوا دیئے تھے جب تھیوڈوسیس
تیس برس کا ہوا تو اوسنے ایک روز اپنی بہن یوجیریا سے اپنی شادی
کے لیئے کہا اور ساتھہ ہی یہہ بھی اشارہ کر دیا کہ لڑکی بادشاہ کی ہو یا غریب
کی امارت اور افلاس کا مجھے کچھہ خیال نہین ہی لیکن حسین ایسی ہو کہ تمام
ملک روم مین اپنا ثانی نرکھتی ہو۔ جب یوجیریا نے دیکھا کہ محل کی کوئی لڑکی

تھیوڈوشیئس کے پسند نہین ہی تو اوسکے دوست یونی نیوس کو ایسی لڑکی
تلاش کرنیکا حکم دیا کہ جو بہر نوع تھیوڈوشیس کے پسند خاطر ہو یونی نیوس
تلاش ہی مین تھا کہ مسماۃ اتھینس شہر اسانیہ واقع ملک یونان کی رہنے والی
اور وہان کے ایک شورہ پشت بت پرست کی بیٹی یوڈیریا کے پاس آئی اور اوسکے
بھائیون نے اوسے نکال دیا تھا اوسکی فریاد لائی یوڈیریا اوسکی شکل و شباہت
دیکھکر حیران رہ گئی گویا کہ زمین پر آسمان سے چاند اوتر آیا تھا عجب حسن خداداد
تھا کہ خالق مطلق نے تمام دنیا کا حسن اسی کو عنایت کیا تھا یوڈیریا اوسکے ساتھ بہ تسکین
و دلاسہ سے تمام پیش آئی اور اپنے محلون مین بلا کر لیگئی دوسرے روز تھیوڈوشیس
سے کہا کہ بھائی مین نے تمھارے واسطے ایک بی بی پیدا کی ہی علم اوسکو ایسا ہی
کہ اوسکے روبرو عالم بھی شرماتے ہین حسن کا یہ عالم ہی کہ اگر حورین بھی دیکھ
پائین حیرت مین آئین شدت خجالت سے سر نہ اوٹھائین بلکہ ندامت سے پسینا
پسینا ہو جائین اوسکے گھونگر والے بال اوس حسن انگیز چہرہ پر کس قدر زیب دیتے
ہین آنکھین شوخ شوخ اور رسیلی ابرو کی کجی و ناک کی راستی رنگ گورا اور اوسپر چہرہ
کی چمک اور صفائی کی دمک عجب لطف انگیز ہی نشست و برخاست رفتار گفتار
کوئی بات بھی اوسکی ناز و ادا سے خالی نہین ہی ؎

عجب حسن ہی باحتہ ہر ایک عیب سے بری ہی اوسکے ہر عضو خوشنما پر سو جان
سے فدا پری ہی یہہ کہا اور پردہ اوٹھا کر اوسکی صورت دکھا دی تھیوڈوشیس

اوسکے حُسن دلفریب کو دیکھتے ہی محو ہو گیا نگاہ کے پڑتے ہی نقد دل
ہزار جان سے اوس حور شمائل کی نذر کیا۔ یوکیریا نے اوسے عیسائی
کر کے تھیوڈوشیا نام رکھا اور اپنی دینی بیٹی بنا تھیوڈوشیس کے
ساتھہ اوسکا نکاح کر دیا۔ تھیوڈوشیا جب بادشاہ بیگم ہوئی تو اپنے دونون
بھائیون کو جنھوں نے اوسے نکال دیا تھا اور اون پر نالش کرنے آئی تھی
بلوایا۔ اور نہایت تواضع اور تعظیم و توقیر کے ساتھہ پیش آئی۔ اوسے باوجود
اس علو شان کے بھی لکھنے پڑھنے کا شوق چھوڑا یہان تک کہ اس عرصہ مین
کئی کتابین تصنیف کین۔ ۴۲۸ء مین بیت المقدس کی زیارت کو گئی
اور وہان جا کر اپنی بڑی شان و شوکت دکھلائی۔ تخت جواہر نگار پر جلوس
کرتی اور فقیرون اور محتاجون کو زر کثیر خیرات مین دیتی اور اکثر عمارتین مثل
مسافر خانہ وغیرہ کے بنوائین۔ یوکیریا ہر چند یہہ چاہتی تھی کہ تھیوڈوشیس
انتظام ملکی کی طرف متوجہ ہو اور تمام کاروبار سلطنت خود کیا کرے اور
اس سہل انگاری کو چھوڑ دے لیکن وہ ہرگز نہ مانتا بلکہ اس فہمایش کو خیال
مین بھی نہ لاتا جو کاغذات اوسکے پاس دستخطون کے واسطے جاتے
کسی کاغذ کو ملاحظہ نہ کرتا اور بے دیکھے اون پر دستخط کر دیتا جب یوکیریا
نے اس قدر غفلت اور بے توجہی تھیوڈوشیس کی طرف سے امور
ملکی مین دیکھی تو اوسکے تنبیہ کرنے کے لیئے بطور مذاق کے ایک کاغذ

پر یہہ مضمون لکھا (تھیوڈوشیس نے اپنی بیگم تھیوڈوشیا کو یوبجریا
کے ہاتھہ بھیجا) اور کاغذ مذکور شامل اور دستخطی کاغذون کے اوسکے
پاس بھجوا دیا ان حضرت نے حسب عادت بے دیکھے اُسپر بھی دستخط کر دیئے
تھوڑی دیر کے بعد جب اپنی بی بی کو بلوایا تو یوبجریا کے ہنسکر کہلا بھیجا کہ
تھیوڈوشیا کو تو آپ نے میرے ہاتھہ بیچ ڈالا ہی اب مین اوسکو آپ کے
پاس نہین جانے دونگی اور ساتھہ ہی اوسکے وہ کاغذ بھی مہری دستخطی بھجوا دیا
یوبجریا نے تو یہہ بات اوسکی بھلائی کے واسطے مذاق کی راہ سے کی تھی
لیکن تھیوڈوشیس اور تھیوڈوشیا دونون کو ناگوار گذری بلکہ جایا کہ کسی
بہانے سے یوبجریا کو محلون سے نکال دیا یوبجریا اس خبر کو سُنتے ہی خود
کاروبار سلطنت چھوڑ محلون سے نکل گئی اور شہر سے دور ایک باغ میں
جا رہی اوسکی دونون بہنین مرنیا اور ارکنڈیا اس عرصہ مین مر گئی تھین ۔
تھیوڈوشیا علم مین بیشک کامل تھی لیکن یوبجریا کی سی عقل و فہم کہان سے
لاتی تھوڑے ہی دنون مین تمام ملک مین بے انتظامی ہوگئی اور انواع انواع
کے فساد برپا ہونے لگے باوجودیکہ تھیوڈوشیا مین وہ بستور سماجوائی کا
رہا تھا لیکن تھیوڈوشیس کو یہہ بدگمانی پیدا ہوئی کہ وہ پولی نیوس سے
کچھہ ربط و اختلاط بیجا رکھتی ہی اس خیال سے تھیوڈوشیس نے غصہ مین
آکر پولی نیوس کو تو جان سے مار ڈالا اور تھیوڈوشیا کو جان بخشی کر کے

طلاق دیدی — تھیوڈوشیا پھر بیت المقدس زیارت کے لیے چلی گئی اور
وہین جان بحق تسلیم ہوئی مرتے وقت اوسنے قسم کھائی کہ یوبی نیوس سے
مجھے کچھ علاقہ نہتھا لوگون نے ناحق تہمت لگاکر عزت وایمان مین خلل ڈالا القصہ
جب بسبب بےانتظامی کے تمام ملک مین فساد اوٹھنے لگے تھیوڈوشیس نے
پھر یوبچریا کو بولا کر سب ملک کا انتظام اور بندوبست اوسی کے سپرد کردیا —
سنہ ۴۵۰ء مین تھیوڈوشیس مرگیا لوگون نے یوبچریا کو ہی تخت پر بیٹھایا اور
بادشاہت کا خلعت پہنایا اگرچہ عورتون کا طبعی حسد اور بدچلنی کردیا مین مشہور ہے
لیکن یوبچریا کی عقل وفراست اور صبر وتحمل اور عدل وانصاف پر غور کرنا چاہیے
کہ بادشاہت مین صرف اپنا ہی نام نہ چاہا بلکہ مارشین کو کہ بڑا عقلمند اور ہوشیار
اور ایسا مدار جنرل تھا معاملات ملکی مین اپنا شریک کرلیا اور اوس سے یہہ عہد ہو گیا
کہ اجراے احکام اور نظم ونسق ملکی کے لیے تو وہ برابر تخت پر بیٹھے لیکن خلوت
اور یکجا نشست باش ہونے کا کبھی خیال دل مین نہ لاوے گو ظاہر مین صرف برائے
نام شادی کرلی تھی اوس زمانہ مین یوبچریا کی عمر اکیاون برس کی اور مارشین کی انسٹھ
برس کی تھی شادی کے تین برس بعد یوبچریا کا انتقال ہوا — کہتے ہین کہ وہ مرنے
کی طیاری کئی برس پیشتر سے کرچکی تھی اور قادر مطلق اور خالق برحق کے روبرو
جانے کی واسطے اپنی تمام عمر کے اعمال کا حساب لگا رکھا تھا — تمام دولت اپنی
غریبون اور مستحقون کو تقسیم کرگئی اور بہت اطمینان سے جان دی — سچ ہے

کہ جسکا حساب صاف اور درست ہی اوسکو مالک کے روبرو جانے مین کیا
خوف وخطر ہی آنرا کہ حساب پاکست از محاسبہ چہ باک نہ اِس یوبچرا نے کوئی
ملک فتح کیا نہ کوئی ایسی فتح نمایان کسی غنیم پر حاصل کی لیکن فہم وفراست اور
انصاف اور نیک کرداری اور ایمانداری سے ایسی نیکنامی پائی کہ آج تک
اوسکی شہرت چلی جاتی ہی اوسنے اوس چراغ ہدایت کو جو جنت کی راہ بتاتا ہی
اور اپنے نور دل افروز سے صراط مستقیم پر سیدھا لیجاتا ہی حرص وہوا وکبر
اور طمع کی ہوائے تند سے فانوس دل مین گل نہونے دیا اگرچہ تمام عمر
تجرد مشربی مین گذاری اور مارشین کے ساتھہ صرف برائے نام شادی
کرلی تھی پھر بھی اسکو اس مستقل مزاجی پر کبھی تکبر وغرور نہوا منصف مزاجی
اور تحمل اسمین جبلی تھا تخت پر بیٹھکر با این ہمہ شان وشوکت وحکومت اِس
خلق وصبر وتحمل کے ساتھہ عمر گزارنا اوسی یوبچرا کی ہمت مردانہ کا کام تھا ۔

دسوین حکایت

الیزبتھہ کے بیان مین

کہتے ہین کہ تخمیناً چھہ سَو برس گذرے ہونگے کہ ہرمن نامی بادشاہ تھورنجیا
نے نجومیون کے کہنے بموجب اپنے لوئیس شہزادے کی شادی کا پیغام
الیزبتھہ نامی دختر انڈرو دوم بادشاہ ہنگری سے بھیجا - یہہ بادشاہ شجاعت اور سخاوت
مین نہایت مشہور تھا الیزبتھہ اوس زمانہ مین چار برس کی تھی اوسکے والدین
اس پیغام سے بہت خوش ہوے اور بسر و چشم منظور کیا - جو پہلوان
ہرمن کی طرف سے پیغام لائے تھے اونکی تین روز تک خوب دھوم
دھام سے دعوت کی چوتھے روز الیزبتھہ کو لباس فاخرہ زرتار جواہر نگار
سے آراستہ کرکے سنہری پالکی مین بٹھا خوشی بخوشی اونکے ہمراہ بادشاہ
ہرمن کے پاس روانہ کیا رخصت کرتے وقت الیزبتھہ کے باپ نے
لارڈ ویلا سے جو سب پہلوانون کا سردار تھا کہا کہ مین اپنی لڑکی تیرے
سپرد کرتا ہوان اور تیرے بھروسے پر اوسے چھوڑتا ہون - لارڈ ویلا
نے بہت عجز و ملائمت سے اس باب مین عہد واثق کیا جس سے
اندرو کا دل ہر طرح مطمئن ہوگیا - الیزبتھہ اپنے عزیز اور یگانون سے

رخصت ہو کر سب ہمراہیون سمیت بخیر و عافیت شہر تھورنجیا مین پونہچی
اور لوئیس کے ساتھہ کہ اُس زمانہ مین گیارہ برس کا تھا اوسکی منگنی ہو گئی یہہ
دونون کم عمری کے باعث زن و شوئی کے علاقہ سے بالکل آگاہ نہ تھے
آپس مین بطور بہن بھائی کے رہنے لگے اخلاق و ترحم کے آثار چھٹپن سے
ہی الیزبتھہ کی پیشانی سے نمایان و آشکار تھے جو مشاہرہ مقررہ اوسکے باپ
پاس سے آتا سب غربا کو تقسیم کر دیتی اور مشاہرہ پر کیا منحصر تھا جو کچھہ کہین سے
ملتا محتاجون کو دے ڈالتی ہرمن اوسکا خسر اوسکو بہت عزیز رکھتا تھا ابھی
نو برس کی بھی نہونے پائی تھی کہ ہرمن قضاے الٰہی سے مر گیا اور لوئیس اوسکا
بیٹا تخت پر بیٹھا عمر اوسکی بھی بہت چھوٹی تھی اس سبب سے امور ملکی مین
کچھہ دخل نہ دیتا الیزبتھہ کی خوشدامن سوفیا الیزبتھہ سے خوش نہ تھی اور لوئیس
کی بہن اگنس بھی اپنے حُسن کے غرور مین اوسے کچھہ خیال مین نہ لاتی بارہا
برملا کہہ بیٹھی کہ تو مزدوری کرنے کے قابل ہی اور لطف یہہ ہی کہ اہل دیار
بھی اس بات کے اثبات کی گواہی دیتے تھے الیزبتھہ مین مفلس اور محتاجون
کے ساتھہ تنہائی مین بیٹھنے کی جو خو تھی اونکی آنکھون مین معیوب معلوم ہوا
کرتی اتفاقاً ایک روز سوفیا اور اگنس کے ساتھہ گرجا مین گئی وہان صلیب کا
نمونہ رکھا تھا الیزبتھہ اوسکو دیکھتے ہی اپنا تاج جواہر نگار سر سے اوتار یکبارگی
مسجد مین جھک گئی سوفیا کو یہہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور پوچھا کہ کیا تجھہ سے

اِس تاج کا بار نہین اُٹھہ سکتا الیزبتھہ نے نہایت ملائمت سے جواب دیا کہ
نہین بھاری تو نہین ہوا پر مین اپنے معظم و مکرم عیسیٰ مسیح کو کانٹون کا تاج
پہنے ہوئے خیال کرتی ہون۔ تو اس تاج زرین کے پہننے سے مجھے نہایت
شرم و ندامت آتی ہی یہہ کہا اور عیسیٰ مسیح کو یاد کرکے وجد کی حالت مین بہت
روئی۔ جب سوفیا اور اگنس نے الیزبتھہ کا یہہ عجز و انکسار اور خوش اعتقادی
دیکھی لوگون کی زبان سے بچنے کے خیال سے اپنے بھی تاج اُتار ڈالے
القصہ یہہ دونون روز بروز الیزبتھہ کو ناحق چھیڑنے اور ستانے لگین ایک
روز الیزبتھہ سے اگنس یون کہنے لگین کہ تیرے دل مین اُمید ہوگی کہ لوئیس
تیرے ساتھہ شادی کریگا سو بیجا ہی۔ لوئیس ایسی عورت کے ساتھہ
کبھی نکاح نہ کریگا۔ مطلب بھی ان دونون کا یہی تھا کہ کسی طرح لوئیس کی
شادی الیزبتھہ کے ساتھہ نہو۔ ان ساری آفتوں میں الیزبتھہ کو صرف لوئیس
پر بھروسا تھا ہرچند اوسکی ما اور بہن نے دراندازیان کرکے لوئیس کو بہکایا
لیکن لوئیس الیزبتھہ کی محبت مین اسقدر مستقل تھا کہ ان عورتون کے ورغلانے
نے اوسکے دل پر کچھہ اثر نہ کیا جو باتین الیزبتھہ کی لوگون کے نزدیک عیب
مین داخل تھین لوئیس اونکو عین وصف جانتا تھا۔ لوگ جسقدر اوسکے ساتھہ
عناد اور دشمنی کرتے لوئیس اوس سے زیادہ محبت اور دوستی سے پیش
آتا جب کبھی تخلیہ میں ملاقات ہوتی لوئیس بہت تسکین اور دلاسے کی باتین کرتا

جہان کہین سفر کو جاتا حضر و باد سکے لیئے وہان سے تحفے لاتا خالی ہاتھہ کبھی
نہ آتا اور الیزبتھہ بھی جب سُنتی کہ لوئیس سفر سے آتا ہے دوڑ کر استقبال کو جاتی
لوئیس بھی اوسے دیکھہ کر بہت خوش ہوتا اور محبت سے پیش آتا۔ ایک دفعہ
اتفاقاً لوئیس سفر سے آیا اور برخلاف معمول قدیم تحفے لانا بھول گیا۔
اِس بات سے جس قدر الیزبتھہ کے دل کو رنج ہوا اوس سے زیادہ دشمنون
کو خوشی ہوئی الیزبتھہ کو کچھہ سوغات و تحفہ کی طمع نہ تھی دشمن جو از راہِ حسد الیزبیر
تفرقہ ڈالنے کی فکر مین رہتے تھے اِس سبب سے خالی ہاتھہ آنے سے
الیزبتھہ کو بھی بدگمانی ہوئی اور لوگون نے یہہ خیال کیا کہ لوئیس کے
دل مین الیزبتھہ کی پہلی سی محبت نہ رہی الیزبتھہ اپنی غریب الوطنی اور لوگون
کی دشمنی کے باعث شکستہ خاطر تو رہتی ہی تھی یہہ اَور نیا غم پیدا ہوا لاچار
لارڈ بربیلا کو بُلا کر جو کچھہ اوس پر گذرا کہہ سُنایا کیونکہ رخصت کے وقت الیزبتھہ
کو اوسکے باپ نے اِسی سردار کے سپرد کیا تھا لارڈ بربیلا موقع دیکھتا
رہا۔ اتفاقاً ایک دفعہ لوئیس شکار کھیلنے نکلا اور حسب اتفاق اپنے سب
لشکر سے جدا ہو گیا اوس وقت سوائے لارڈ بربیلا کے اَور کوئی اوسکے ہمراہ
نہ تھا۔ جب دونون نے ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھکر دم لیا اور
السبرگ جو اونچا پہاڑ وہان سے نظر آتا تھا دیکھنے لگے۔ لارڈ بربیلا نے
اوس وقت اچھا موقع تنہائی کا پاکر دل کے وسوسے دور کرنے کے لیئے لوئیس

سے پوچھا کہ تجھے حضور سے کچھ عرض کرنا ضروری ہی لوئیس نے کہا بیان کرو
وہ بولا کہ الیزبتھ کے باب مین آپ کا کیا منشا ہی آپ اوسکے ساتھ شادی
کرینگے یا اوسکے باپ کے گھر واپس بھجوا دینگے۔ لوئیس یہہ سنتے ہی
کھڑا ہو گیا۔ اور انسبرگ کے پہاڑ کی طرف ہاتھ پھیلا کر بولا کہ لارڈ بریلا تو اِس
پہاڑ کو دیکھتا ہی جو سامنے نظر آتا ہی اگر یہہ تمام پہاڑ سونیکا ہو جاوے اور
مجھے اِس شرط پر ملے کہ مین الیزبتھ کے ساتھ شادی نکرون وہ سونے کا
پہاڑ ہرگز نہ لون اور خاک سے زیادہ ناچیز سمجھون۔ لوگ جو چاہین کہین
پر مین یہی کہتا ہون اور یہی کہونگا الیزبتھ مجھے دل و جان سے عزیز ہی تمام
دنیا کی سلطنت و دولت اوسکے مقابلے مین میرے نزدیک ہیچ و ناچیز ہی
اوسکی ایمانداری اور اخلاق کے باعث مجھے اوسکے ساتھ اسقدر محبت
ہی یہہ کہکر ایک چھوٹا سا آئینہ رو پہلے کام کا جیب سے نکالکر الیزبتھ کے
واسطے لارڈ بریلا کے حوالے کیا۔ جب لارڈ بریلا نے الیزبتھ کو دیا اور
جو گفتگو اوسکے باب مین لوئیس سے آئی تھی ابتدا سے انتہا تک ہو بہو سنائی
الیزبتھ شرمگین ہو کر مسکرائی اور آئینہ کھولکر دیکھنے لگی اوس آئینہ کی پشت پر
حضرت عیسی المسیح کی صلیب بنی ہوئی تھی الیزبتھ نے دیکھتے ہی نہایت
تعظیم سے چوما اور سینہ سے لگایا جب الیزبتھ تیرہ برس کی ہوئی تب بڑی
دھوم دھام سے لوئیس کے ساتھ اوسکی شادی ہوگئی تمام اُمرا و سردار ملک

محروسہ کے بلائے گئے اور تین روز تک ہنگامہ جلسہ شادی و تماشے کا خوب
گرم رہا۔ لوئیس کی عمر اوس وقت تئیس برس کی تھی۔ چہرہ سے اوسکے
انوار امارت درخشان تھا۔ لمبے لمبے بال کندھون پر پڑے ہوئے کس قدر
زیبندہ تھے اور شیرین کلامی اور خوش بیانی کا تو کچھ بیان ہی نہین
ہو سکتا۔ تبسم دندان نما کا عجیب اثر تھا جسنے دیکھا بیخود ہو گیا جیسا اوسکا
ظاہر صاف و پاک تھا وہی کیفیت اوسکے دل کی تھی۔ فقرا اور پہلوانون
اور اُمرا مین جو باتین چاہئیں وہ سب اوسمین موجود تھین۔ اچھے اچھے فقیرون سے
صحبت رکھتا غربا اور بیچارون کی خبر لیتا۔ حتی کہ اپنا ملبوس خاص تک
اوسنے دریغ نرکھتا۔ دلیر اور زور آور اسقدر تھا کہ بے ہتھیار شیر کا شکار
کھیلتا اور اپنی قوت بازو سے اوسے پچھاڑتا اخلاق و ترحم کا یہ عالم کہ ذرا سی
بات پر متبسم ہو کر آنکھین نیچے کر لیتا عدل و انصاف خالق مطلق نے اوسے
جبلّی عطا فرمایا تھا بلکہ اِس بات کا اوسے شوق تھا کہ رعایا مین سے کیسا ہی
غریب ناتوان فریادی ہو اوسکی فریاد سُنتا اور زبردست سے زبردست
مجرم کو سزا دیتا غرض اوسکے اخلاق اور انصاف سے تمام ملک آباد اور
رعایا نہایت دلشاد تھی۔ لوئیس اور الیزبتھ کی آپس مین ایسی صدق دل
سے محبت تھی کہ اونکے اخلاق عام اور اختلاط خاص زمین بمنزلہ بہشت کے
ہو گئی تھی پیار و محبت اور طرفین کے دلون مین ایک دوسرے کی طرف

رغبت کا یہہ نقشہ تھا کہ کمی و بیشی محبت کی تمیز نہو سکتی تھی لیکن با این ہمہ لوئیس کی محبت
الیزبتھہ کو موجب فراموشیِ یادِ خدا نہ تھی جب لوئیس سو جاتا الیزبتھہ پلنگ سے
اوتر کر یادِ خدا مین مشغول ہوتی - اگر ایسا اتفاق ہوا ہی کہ لوئیس کی آنکھہ کھل گئی
اور الیزبتھہ کو خدا کی عبادت مین مشغول دیکھہ کر وہ کہتا کہ پیاری ذرا اپنی جان کو
بھی آرام دیا کرو جہانتک ہو سکتا دونون ساتھہ رہتے بارِ دردِ جدائی کوئی
نہ اوٹھا سکتا یہانتک کہ سفر مین بھی الیزبتھہ لوئیس کے ہمراہ رہتی اور اوسکی خاطر
گرمی سردی مینہ برف طوفان آندھی سب صدمے اوٹھاتی اگر حسب اتفاق
لوئیس کسی سفر مین اوسے ساتھہ نہ لیجاتا تو بیوہ عورتون کی طرح ایک کوٹھری
مین اکیلی بیٹھکر ایام گزاری کرتی فی الحقیقت لوئیس بھی ایسی ہی پیاری محبت کے
لائق تھا ہر چند لوئیس کے ہمنشینون اور مصاحبون نے اوسکو عیاشی کی
طرف ترغیب دی لیکن اوس مستقل مزاج کے دل کو مطلق جنبش نہوئی اور اکثر
یہی کہتا کہ خدا نے جسکو میرے ساتھہ ہم صحبت کیا ہی مین کبھی اوس سے بیوفائی
کہ عین بے ایمانی ہی نکرونگا - ایک جاہل از راہ شرارت آزمایش کیواسطے
ایک نوجوان حسین عورت کو اوسکے کمرے مین لے آیا لوئیس نے لارڈ بریٹلا
سے کہا کہ اس عورت کو مجھہ سے دور لیجاؤ اور میرے سامنے نہ لاؤ اور کچھہ
روپیہ دیکر اوسے رخصت کرو لوئیس الیزبتھہ کو کتنی ہی دولت دیا دیتا -
لیکن اوسکے پاس کچھہ باقی رہتا سب فقرا و محتاجین کو تقسیم کر دیتی یہانتک کہ

جب روپیہ پیسا نہوتا تو اپنے جسم کے کپڑے اتار کر حوالہ کرتی اکثر ایسا اتفاق
ہوا ہی کہ باعث زر ہنے کپڑون کے دربار مین نہ آسکی ایک روز فقیرون نے
راستے مین گھیر کر جو روپیہ پیسا اوسکے پاس تھا سب کچھہ مانگ لیا بعد اوسکے
پھر ایک فقیر نے نہایت عاجزی سے سوال کیا - الیزبتھہ نے اپنے ہاتھہ کا
ایک دستانہ اتار دیا جسمین موتی اور جواہرات ٹنکے ہوئے تھے - ایک سپاہی
نے جو اوس وقت وہان موجود تھا کچھہ روپیہ دیکر وہ دستانہ فقیر سے خرید لیا اور
اوسے اپنی ٹوپی مین سی لیا - حسن اتفاق سے جس لڑائی مین گیا فتحیاب ہوا
اسی سبب سے اوس سپاہی کو اوس دستانہ کا یہان تک اعتقاد ہو گیا کہ
مدت العمر اپنی ٹوپی سے جدا نہ کیا - الیزبتھہ قلعے سے نکلکر پیادہ پا مفلسون
اور محتاجون کے گھر جاتی اونکا قرض ادا اور حاجتین روا کرتی - حاملہ عورتون
کی خبر گیران ہوتی بچون کو کپڑے پہناتی - بیمارون کو دوا دیتی مردون
کی قبر بنواتی غریبون کے لیئے اون کاتتی یہہ دریافت کرنے کو کہ غربا حالت
افلاس و تنگداری مین کس طرح ایام گزاری کرتے ہین آپ بھی اونھین کا سا کھانا
کھاتی - ایک دفعہ کسی پادری نے اوس سے کہا کہ لوئیس کا کھانا سب
حرام کی کمائی کا ہوتا ہی - ملک کے خراج کا روپیہ جو خزانہ مین جمع ہو کر بیدریغ
مین خرچ ہوتا ہی - حق واجب یہین ہی - الیزبتھہ نے جب سے یہہ بات سنی لوئیس
کے ساتھہ بدرجہ مجبوری ایک میز پر بیٹھتی لیکن کھانے کو ہاتھہ نہ لگاتی کیونکہ

اوس کھانے کو وہ اکل حلال نہ سمجھکر اوس سے گویا اپنے ہاتھ دھو چکی
تھی - اگرچہ فضل الہی سے سب کچھ اوسکے کھانے پہننے دینے لینے کے
لیئے موجود تھا تو بھی اپنے تئین دل سے فقیر اور سب سے حقیر سمجھتی تھی -
ایک رات اتفاقاً الیزبتھ اور لوئیس دونون جاگ پڑے الیزبتھ نے کہا کہ
پیارے مجھے ایک تدبیر سوجھتی ہی جس سے خدا تعالی کی عبادت بہت اچھی
طرح کرسکین اگر آپ خفا نہون تو مین عرض کرون لوئیس نے کہا کہ پیاری وہ کونسا
طریقہ ہی بیان کرو بولی کہ علائق دنیا مین جتنی کمی ہوگی اوتنی ہی یاد خدا مین زیادتی
ہوگی اگر ہمارے پاس صرف ایک بیگھہ زمین اور دو سو بھیڑ و بکری سے زیادہ کچھ
نہو تو یقین ہی کہ بہت دلجمعی سے اللہ تعالی کی عبادت ہو آپ ہل چلاوین اور
مین بکریان چراؤن لوئیس بولا کہ پیاری میری دانست مین تو اتنی زمین اور بکریون
کے باعث سے بھی ہم بہتون کی نسبت متمول اور امیر کہلاوینگے - صرف خیرات
ہی کے دینے سے خرسند نہ تھی بلکہ اسپر اکتفا نہ کرکے جذامی بیمارون کی
بھی خود خبر لیتی اور اونکی خدمت کرتی اس بیماری کی اون دنون وہان بہت کثرت
اور شدت تھی اور ہندوستانیون کی طرح اوس ملک کے آدمی بھی اس بیماری سے
اپنا بہت بچاؤ کرتے تھے ایسے بیمار کے پاس جاتے ہوئے ڈرتے تھے
الیزبتھ ہمیشہ اونکے پاس جاتی او بیٹھتی اور اونھین تسکین اور دلاسا دیتی ایکروز
اوسکی سہیلیوں نے کیا دیکھا کہ انگورون کے سایہ کے نیچے الیزبتھ ایک جذامی

بیمار کے سر کو اپنی گود مین رکھے ہوے اوسکے بال تراش کر اوسکے زخمون پر
پھاے لگاتی ہی۔ اِسی طرح سے ایک ور ایک جذامی لڑکے کو اپنے ہاتھہ
سے نہلا کر لوئیس کے پلنگ پر جسپر یہہ دونون ساتھہ سویا کرتے تھے
سُلا دیا اتفاقاً اوسی وقت لوئیس بھی آپہنچا اور اپنی مان سے یہہ ماجرا سنکر
اوسی سونے کے کمرے مین جا کر پلنگ سے رضائی جو کھینچی تو کیا دیکھتا ہی
کہ جذامی لڑکے کے بدلے عیسیٰ مسیح لیٹے ہین۔ مراد اس مشاہدہ سے
صرف یہہ ہی کہ بموجب مذہب عیسائی کے جو سلوک غربا کے ساتھہ کیا جاتا ہی وہ
گویا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کے ساتھہ ہوتا ہی اوسوقت لوئیس کے دل مین بڑا اثر ہوا
یہان تک کہ الیزبتھہ کو جذامی بیمارون کے واسطے شفاخانہ بنوانے کا حکم دیا
قلعہ کے پاس ہی شفاخانہ طیار ہوا اٹھائیس بیمار اپاہج اوسمین تھے۔
الیزبتھہ بذاتِ خود اونکی خبر لیتی ✤

سنہ ۱۲۲۶ع مین لوئیس اپنے کسی کام کے لیئے باہر گیا تھا اوسکی غیبت مین
تھورنجیا مین بڑا سخت قحط ہوا یہان تک کہ لوگ اناج کے بدلے درختون کی
چھال جڑین پیس پیس کر کھانے لگے اور مُردہ جانورون کے گوشت سے
اپنا پیٹ بھرنے لگے باوجود اِسکے بھی سیکڑون ملے بھوکھہ کے مر گئے
تھے۔ الیزبتھہ نے حکم دیا کہ جتنا روپیہ خزانے مین ہی سب غربا کو تقسیم کر دو
اور کھتے جو اناج سے بھرے ہین سب بانٹ دو۔ خدا دے اپنے ورزو والونکا

دل سے کھے اہلکارون نے اس حکم کی تعمیل مین درنگ و تاہل کیا
الیزبتھ نے اوس حکم کی تعمیل کرانے مین شدت اور سختی کی اور دھمکایا جب
کہین مجبوراً ہو جب حکم کے کاربند ہوئے الیزبتھ نے دو شفاخانے اور
طیار کرائے منجملہ اونکے ایک صرف بوڑھون اور جوان مرد و عورت کیواسطے
اور دوسرا فقط لڑکون اور لڑکیون کے لیئے وہ خود دو وقت اون شفاخانون
مین جاتی لڑکا لڑکی اوسے ماں کہکر پکارتے جو زیادہ بیمار ہوتا اوسی کو زیادہ
پیار کرتی اور دلاسا دیتی شب و روز قلعہ کے دروازے پر کھانا تقسیم ہوتا
سیکڑون آدمیون کی اوسی سے زندگی ہوتی۔ جیلخانہ مین جاکر قیدیون کی خبر
لیتی اونکے ساتھ اونکی رہائی کی دعا مین شریک ہوتی۔ دیوانی کے قیدیون کا
قرض جیب خاص سے ادا کرتی اونکی گلو خلاصی کراتی۔ ایک ورا ایک غریب بیوہ
بیمار کی عیادت کو گئی اوس مین تاب نشست و برخاست مطلق نہ تھی الیزبتھ
سے اپنی گاے کے دودھ دوہنے کے واسطے کہا یہہ بیچاری لوٹا لیکر
اوسکے پاس گئی شاہزادیون کو بھلا ایسے کامون سے کیا مناسبت دودھ
نہ دوہ سکی لاچار اپنے گھر چلی آئی اور اپنے گھر سے اوسکے لیئے دودھ بھیجا
جب لوئیس اوس سفر سے معاودت کرکے اپنے گھر پھر آیا کامدارون نے
پیشتر ہی سے جاکر الیزبتھ کی غیبتین کین اور کہا کہ حضور آپکی بیگم نے سارا خزانہ
لٹا دیا لوئیس نے خوب اونھیں گھڑکا اور کہا کہ کمبختو پہلے میری پیاری الیزبتھ

کی خیر و عافیت مزاج تو بیان کرو ۔ خزانے کی خیر تجھے دینا مجھکو الیزبتھہ
چاہیئے خزانہ بہت جمع ہو رہیگا خیرات دینے سے کبھی کوئی برباد نہین ہوتا
الیزبتھہ کو خدا کی عنایت سے سب طرح کا آرام تھا باوجودیکہ سات برس شادی
کو ہو گئے تھے لیکن تاہم پیار و محبت کے باب مین روز اول تھا بلکہ روز بروز
ترقی تھی الیزبتھہ کے تین لڑکے ہوئے اور تینون جیئے ۔ عزت نام آوری
دولت کسی چیز کی کمی نہ تھی لیکن دنیا کا قاعدہ ہی کہ شادی و غم وقتاً فوقتاً ہر ایک
کے واسطے ہی نوش و نیش کا ساتھہ ہی بیت المقدس پر جہان مسیح سولی
چڑھائے گئے اور جو عیسائیون کا زیارتگاہ ہی مسلمانون کا قبضہ ہو گیا تھا
اس واسطے عیسائیون نے مسلمانون سے لڑائی کا سامان کیا فرنگستان
کے بہت پادشاہ اپنا ملک و دیار چھوڑ چھوڑ کر اپنی اپنی فوجین لیکر بیت المقدس
کی طرف روانہ ہوئے لوئیس نے بھی اسی سبب سے بیت المقدس کا
عزم بالجزم کیا پہلے اوسنے اپنا ارادہ دلی الیزبتھہ سے چھپایا لیکن الیزبتھہ
کو اوسکا منشا اصلی معلوم ہو گیا پہلے تو سنتے ہی اوسکے ہوش و حواس جاتے
رہے مگر جب لوئیس نے اوسے بہت سا کچھہ سمجھایا اور تسکین و دلاسا دیا
اور یہہ بھی کہا کہ مین اس مہم کا ارادہ کر چکا ہون اب بے جائے نہین بنتی
اور الیزبتھہ نے بھی اس کام کے انجام دینے کو ضروری سمجھا ناچار دل
ہی دل مین غم کھا کر چپ ہو اپنے ملک کی حد تک لوئیس کے ہمراہ گئی اور

وہان سے بمشکل وہ ایس آئی لوئیس بیت المقدس تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ قضا کار
راستے مین مرگیا الیزبتھ حمل سے تھی جب وضع حمل سے فارغ ہوئی اور زچہ خانے
سے باہر نکلی اسوقت لوئیس کی ماں نے یہہ خبر وحشت اثر اوسے سُنائی
سُننتے ہی شدت درد والم سے زرد ہوگئی بے تابانہ ماہی بے آب کیطرح
تڑپنے اور چیخین مارنے لگی کبھی سینہ کوبی کرتی اور کبھی دیوار سے سر دے مارتی
لوئیس چلتے وقت الیزبتھ کو اپنے دونون چھوٹے بھائیون کے سپرد
کرگیا تھا اب اون سنگدل بھائیون کا حال سُنا چاہیئے کہ الیزبتھ کے
ابھی آنسو بھی خشک نہونے پائے تھے کہ اونھون نے دو چوبدار اوسکے
پاس بھیجے اور کہلا بھیجا کہ تو نے سارا خزانہ لٹا کر برباد کردیا اگر جان عزیز
رکھتی ہی تو ابھی قلعے سے باہر نکل جا نہ اوسے کچھہ لینے دیا نہ کسی سے
ملنے پائی اوسی دم بیچاری پیادہ پا قلعہ سے باہر نکلی ایک چھوسا لڑکا گود مین
اور تین پیچھے پیچھے نہ کوئی یار نہ کوئی مددگار صرف وہ یا اوسکے چار لڑکے
ہمراہ تھے لوئیس کے بھائیون ہنری اور کاسپار نے منادی کرادی کہ کوئی
اوسے اپنے گھر مین نہ رہنے دے اور نہ کسی طرح کی اوسکی مدد کرے
زمانے کے عجیب رنگ ہین کبھی جلوس تخت سلطنت ہی اور کبھی سایہ دیوار
بھی میسر نہین آتا۔ جن لوگون کو الیزبتھ نے بچون کی طرح پرورش کیا تھا
اونھون نے اوسکو اس حال سقیم مین دیکھہ کر اپنے گھرون کے دروازے بند

کر لیتے لاچار سراے مین گئی سراے والے نے بھی اوسے وہ گھر
رہنے کو دیا جس مین شور رہا کرتے تھے بیچاری اون کات کر اپنا اور اپنے
بچون کا گذارا کرتی +

اس دنیاے دون کا یہی کارخانہ ہی بھلائی کے بدلے لوگون سے
برائی ملتی ہی وقت پر سواے خدا کے کوئی کام نہین آتا جنکی اوسنے جانین
بچائی تھین وہی اوسکی عزت و آبرو کے خواہان ہوئے اور ازراہ تمسخر چھیڑنے
لگے ایک بڑھیا نے جسکی الیزبتھ نے عہد شہزادگی مین اپنے ہاتھ سے
خدمت کی تھی ایک نالی کے کنارے اوسکو ایسا دھکا دیا کہ بیچاری کیچڑ مین
گر پڑی بڑھیا یہہ کہکر چلی گئی کہ جب تو بادشاہ بیگم تھی تب تو نے کبھی اچھے
کپڑے اور نفیس زیور نہین پہنا اب کیچڑ کیون نہین جسم کو ملتی الیزبتھ یہہ
کہکر ہنس پڑی کہ اب وسی لباس و زیور کے بدلے یہہ کیچڑ ہی باوجود اس
درد و غم کے بھی الیزبتھ نے اپنی مستقل مزاجی کو نہ چھوڑا اور ہمیشہ اپنے معبود
کو یاد کر کے صبر و شکر کرتی اور کار ہاے ضروری قوت لایموت سے فارغ
ہو کر عبادت الٰہی مین مشغول رہتی - جب اوسکے بھیجا اگبرٹ کو یہہ خبر پہونچی
اوسنے الیزبتھ کو بلا لیا اور سلوئیس ٹین کا قلعہ اوسکے رہنے کو دیا اوس زمانے
مین الیزبتھ بتیس برس کی تھی اوس وقت دوسرے فریڈرک جرمنی کے بادشاہ نے
اوس سے شادی کرنا چاہا - ہر چند اگبرٹ نے بھی اس معاملہ مین بہت سا

اصرار کیا۔ لیکن الزبتھ شادی کرنے پر راضی نہوئی۔ اسی عرصے مین لوئیس
کے ساتھی اوسکی لاش تھور نجیا کو لیئے جاتے تھے اوہی راستہ سے
ہو کر نکلے الزبتھ نے اپنے خاوند کی لاش دیکھ کر بڑے پیار سے چومی
اور پھر آسمان کی طرف نگاہ کر کے یون بولی کہ بار خدایا تیرا ہزار شکر ہی
کہ تو نے اس ناچیز کنیز کی دعا قبول کی اور مجھے میرے شوہر کی لاش
دکھلائی اونے بھی اپنے آپ کو تیری نذر کیا اور مین نے بھی اوسے
تیری نذر کیا تو خوب جانتا ہی کہ مجھے اوسکے ساتھ کیسی محبت تھی اوس سے
بڑھکر کچھہ بھی دنیا مین مجھے پیارا نہ تھا اوسکے ساتھ مین در بدر بھیک مانگنے
مین بھی خوش تھی۔ لیکن تیری مرضی پر مین ہمیشہ راضی ہون وہ بھی تیرا تھا اور
مین بھی تیری ہون جو تو نے کیا وہی بہتر ہی ع خالی حکمت سے نہین فعل حکیم
مین بہت خوش ہون کہ تیری راہ مین اوسکی جان گئی اگر مین اوسکو زندہ بھی کر سکتی
تیری بغیر مرضی کے ہرگز اوسکے زندہ کرنے مین ہیتیہ سستی نکرتی۔ تھور نجیا
کے سب سپاہیون کو جو لاش کے ساتھہ تھے اپنے خداوند نعمت کی بیگم
کی یہہ باتین دردانگیز سنکر نہایت شرم اور غم ہوا اور تھور نجیا مین پہونچتے ہی
ایسی تدبیرین کین کہ لوئیس کے بھائیون نے الزبتھ کے ساتھہ بلاپ اور
سلوک کر لیا بڑی خاطر داری سے بلایا اور بہت سی دلجوئی کی اول تو قلعے
مین رکھا اور پھر اوسکے کہنے بموجب جدا محل بنوا دیا جاگیر بھی اچھی گذارے

کے لائق مقرر کردی اوسکے بڑے بیٹے ہرمن کو تخت پر بٹھایا۔ لیکن
الیزبتھ جب تک زندہ رہی اوس کات کراپنا گذارا کرتی رہی جاگیر سے جو روپیہ
آتا سب غریبون کو تقسیم کردیتی اگرچہ اب اوس ملک مین بہت سا کچھہ عزل و انقلاب
ہوگیا وہ قلعے بھی لوٹ لگئے اور وہ عمارتین بھی مسمار ہوگئین نئے نئے آدمیون
نے نئے نئے مکان طیار کرائے الیزبتھ کے مکانات اورون کے قبضہ
تصرف مین آئے لیکن پھر بھی ایک تالاب اوس تحفاخانہ کا جسکو الیزبتھ نے
طیار کرایا تھا اب تک موجود ہی گرد اوسکے گھاس اور پھولون کے درخت
ہین اور بیچ مین صاف پانی بہتا ہی اوس مین الیزبتھ غریب اپاہجون کے
کپڑے دھوتی تھی جب سے نہ پھر کسی شاہزادی نے ایسا کیا اور نہ
وہ تالاب اوسکے نامزد ہوا۔ وہ تالاب اب تک الیزبتھ ہی کے نام
مشہور ہی ؛

گیارھوین حکایت

مسماۃ جیلونیس شاہ لونڈھس پادشاہ ملک سپارٹا کی بیٹی تھی شادی اوسکی
کولمبرٹس کے ساتھہ ہوئی جب کولمبرٹس اپنے خسر پر فتحیاب ہوکر اوسکی
سلطنت اپنے تحت وتصرف مین لایا اور لونڈھس نے جلاے وطن
اختیار کرکے منروادیوی کے مندر مین پناہ لی تو جیلونیس نے شوہر کو چھوڑکر
اپنے باپ کی رفاقت اختیار کی اور شب وروز اوسکی تابعداری اور خدمتگاری
مین مصروف اور شریک درد وغم رہی اور جب حسب اتفاق معاملہ بالعکس ہوا
یعنی لونڈھس کے دن پھرے اور نصیبے کی یاوری سے کولمبرٹس پر غالب ایا
اور وہ ایک گرجا مین جاکر رویوش ہوا تو یہہ حال دیکھہ کر جیلونیس اپنے خاوند
کے پاس آرہی اور باپ سے یکقلم جدا ہوگئی جب لونڈھس سپاہیون کو
ساتھہ لیے ہوئے کولمبرٹس کی گرفتاری کو اوس گرجا مین گیا اور جیلونیس کو
بھی وہان دو لڑکون سمیت بیٹھے دیکھا پہلے تو جوش محبت سے سب کے سب
رو پڑے اوسکے بعد جیلونس نے اپنے باپ سے کہا کہ یہہ میری حالت
صرف شوہر ہی کی رفاقت مین نہین ہوئی مین اوسی روز سے رنج وغم مین مبتلا ہون
کہ تم منروا کے مندر مین آئے اب تم دشمنون پر فتحیاب ہوکر سپارٹا کے
پادشاہ ہوئے مجھے کیا حکم دیتے ہو خوشیان مناؤن یا اپنے خاوند کے

درد کی شریک ہون اگر میرے شوہر کی گرفتاری اور میرے بچون کی گریہ
وزاری تمھارے دلپر موثر نہو تو مجھے اجازت دیجیے کہ اوس سے پہلے اپنی
جان دوں کیونکہ جب باپ اور خاوند ہی میرے حق مین موجب آزار ہون تو
میرا زندہ رہنا عبث ہی جب خاوند نے میرا کہنا نہ مانا اوسے چھوڑکر تمھارے
پاس چلی آئی اب تم اگر دولت و ملک کی خاطر داماد کا خون بہانا اور بیٹی کا سودہ کرنا
کچھہ حقیقت نہین سمجھتے تو پھر میرے خاوند کا کیا قصور ہی۔ یہہ کہا اور کولمبرٹش
کے سر پر ٹھوڑی ٹیک کر کھڑی ہو گئی آنکھون مین آنسو بھر لائی لونیڈس نے
یہہ کیفیت دیکھہ کر کولمبرٹش کی جان بخشی کی اور اپنے ممالک محروسہ سے باہر
نکال دیا اور چلونیس کو بہت سمجھایا کہ تو اوسکے ساتھہ جا اب مت ہو یہان رہکر
اپنے باپ کی آنکھین ٹھنڈی کر۔ چلونیس نے ہرگز نہ مانا اور ایک لڑکا
کولمبرٹش کو دیا اور دوسرا اپنی گود مین لیکر اپنے شوہر کے پیچھے پیچھے
ہوئی۔ ہمارے نزدیک ایسی نیک بخت بی بی کے ساتھہ رہنا تنہا
سلطنت کے بے مدارج بہتر ہی ✤

بارہوین حکایت

جب رابرٹ ولیم انگلستان کا شہزادہ ایک لڑائی مین بزخم تیر مجروح
ہوا اتفاقاً پیکان زہر مین بجھی ہوئی تھی ہرچند حکیمون اور جرّاحون سے اونے علاج
کیا مفید نہ پڑا بالاتفاق حکما نے یہہ تجویز کی کہ اگر اوسکے زخم کو کوئی چوسے
تو زہر کا اثر جاتا رہے لیکن چوسنے والا زندہ نرہیگا شاہزادے نے اپنی
جان بچانے کے لیئے دوسرے کی جان کھونی گوارا نکی لیکن اوسکی بیگم سیلا
نے اس تدبیر سے آگاہ ہو کر جب شاہزادہ سو گیا زخم کو چوس لیا صبح کو
شاہزادے نے صحت پائی اور سیلا جاں بحق تسلیم ہوئی سچ ہے ایسی
نیکنامی اور وفاداری کا مرنا قیامت تک کی بدزندگانی سے بہتر ہے +

تیرھوین حکایت

ایک دفعہ ملک ڈینمارک مین قحط عظیم واقع ہوا اوس وقت وہان کا بادشاہ
اسٹائیس تھا جب کچھہ بھی کھانے کو نرہا تو بالاتفاق سب نے بادشاہ سے
عرض کیا کہ بچّے اور بوڑھے نرے نکمّے ہین انکو مارڈالیئے جو اوٹکے
حصے کا آب و خورش بچیگا جوانون کے کام آویگا بادشاہ نے بھی اس
درخواست کو پسند کیا قریب تھا کہ یہی حکم نافذ ہو ناگاہ مسماۃ گروڈنگ
نامی ایک عورت نے بڑھکر کہا کہ ناحق ان بچون اور بوڑھون بیگناہون
کی جان کیون لیتے ہو مین وہ ترکیب بتاؤن کہ ذخیرہ بھی جمع ہو اور بیگناہون
کے وبال قتل سے بھی نجات پاؤ۔ بوڑھون اور بچون کو نہ مارو یہہ نوجوان
جو عالم جوانی مین مست و مدہوش ہو کر شب و روز اپنی اوقات لہو و لعب مین
ضائع کرتے ہین اونکو حکم دیجیئے کہ یہہ ملک چھوڑ کر دوسرے ملک مین جابسین
اور وہان محنت و مشقت کرکے اپنا قوت لایموت پیدا کرین بادشاہ کو یہہ
تدبیر نہایت پسند آئی اور سب لوگون نے بھی اسی رائے پر اتفاق کیا۔
کہتے ہین کہ ملک اٹالیہ مین لمبھارڈ کا صوبہ انھین لوگون سے بسا ہی کہ بسبب
قحط کے جلاے وطن اختیار کرکے وہان آرہے تھے ؛

چودھوین حکایت

انگلستان کے بادشاہ چوتھے جارج کی بیگم کرولن کو خبر پہنچی کہ
اوسکی بڑی بیٹی جب پلنگ پر لیٹتی ہی تو اپنی خواصون کو حکم دیتی ہی کہ جبتک
نیند نہ آوے کتاب پڑھکر سنایا کرین یہانتک کہ بیماری کی حالت مین بھی
اونکا پیچھا نہین چھوڑتی ہی اور یہہ محنت شاقہ اون سے لیتی ہی کرولن
نے یہہ سنکر ایک رات پلنگ پر لیٹ کر شہزادی کو بلوایا اور ایک کتاب
اوسکے ہاتھہ مین دیکر حکم دیا کہ اسکو پڑھو اور مجھے سناؤ جب شہزادی پڑھتے
پڑھتے تھک گئی اور نیند نے بھی غلبہ کیا چپ ہوکر مان کے مونہہ کی طرف
دیکھنے لگی کہ شاید اب بھی کتاب بند کرنے اور آرام کرنے کا حکم دے
مگر بخلاف اوسکے عندیہ کے کرولن نے کہا کہ ہون لیٹی اور پڑھو تھوڑی دیر
بعد شاہزادی پہلا ہی سا خیال کرکے پھر چپ ہو رہی لیکن کرولن نے وہی
جواب دیا اور کہا کہ پڑھے جا ناچار وہ پڑھا کی یہان تک کہ وہ کھڑے
کھڑے پڑھنے کی مشقت اور غلبۂ نیند کی شدت سے قریب تھا کہ
بیہوش ہوکر گر پڑے اوس وقت کمال عجز سے اپنی مان سے اجازت آرام
کرنے کی چاہی کرولن مسکرائی اور بولی کہ بیٹی صرف ایک دفعہ کے کتاب
پڑھنے اور اتنی محنت اوٹھانے مین تیرا یہہ حال ہوگیا اونپر کیا گذرتی ہوگی

جنکو ہر شب بلا ناغہ صرف اپنے آرام اور نیند کے واسطے توجگاتی ہے
اونکے درد و دکھہ کا مطلق خیال نہین کرتی یاد رکھہ اپنے آرام کے
لیئے اورون کی تکلیف ہرگز گوارا مت کیا کر ہمیشہ اورون کا دل بھی
اپنا ہی ساجان سچ کسی نے کہا ہے   ہرچہ برخود نہ پسندی بر دیگران مپسند

پندرھوین حکایت

داراشاہ ایران کے بادشاہ نے بعض جرائم کبیرہ کی سزا مین اتافارنس
کو اوسکے خاندان سمیت مار ڈالنے کا حکم دیا اتافارنس کی بی بی نے بادشاہ
کے روبرو نہایت عجز وانکسار سے رہائی کی درخواست کی بادشاہ کو اوسکے
حالِ زار پر رحم آیا فرمایا کہ ان مجرمون مین تیرے کہنے سے ایک کی
البتہ جان بخشی کر سکتا ہون جس سے تجھے زیادہ محبت ہو اوسکے بابت مین
تو عرض کر اوس عورت نے تھوڑا سا تامل کر کے گزارش کی کہ اگر
آپ ایک ہی آدمی کو معاف کرنا چاہتے ہین تو میرے بھائی کو رہا فرمائیے
بادشاہ نے اوسکی درخواست سے بڑا تعجب کیا کہ اپنے شوہر اور لڑکی لڑکون
کو چھوڑ کر تو اپنے بھائی کی معافی کیون چاہتی ہے عورت نے جواب دیا
کہ بادشاہ سلامت اگر مین بچی تو خاوند اور بھی کر سکتی ہون کیونکہ اس ملک
مین دوسری شادی اور نکاح کر لینا منع نہین ہے اور جب خاوند ہوگا تو قسمت
سے اولاد بھی ہو سکتی ہے لیکن بھائی پھر کہان سے پاؤنگی مان باپ تو میرے
دونون جان بحق تسلیم ہوئے داراشاہ اوسکی گفتگو سنکر نہایت خوش ہوا اور
اس خوش بیانی کے صلے مین اوسکے بڑے لڑکے کو بھی مع اوسکے بھائی کے رہا کر دیا

اتبک یہی سُنتے چلے آتے تھے کہ لوگون کو فقط اپنی اولاد کی زیادہ محبت ہوتی ہے کہ کسیکی محبت اوسکی برابری نہین کرسکتی لیکن اس حکایت کے پڑھنے سے یقین ہوا کہ بعضون کو بھائی کی اُلفت بھی کمال ہوتی ہے +

سولھوین حکایت

نیرو روم کا پادشاہ بڑا ظالم تھا بگیاہون کو ناحق قتل کروا ڈالتا جب بریا سورانس کو پھانسی دینے کے واسطے جیلخانہ مین قید کیا تو اوسکی بیٹی اپنا تمام زیور و اسباب بیچکر اور رمالون کو دیکر اوس سے اپنے باپ کی رہائی کا دن پوچھا کرتی۔ پیشتر اوس ملک کے باشندے بھی اہل ہند کی طرح نجومیون رمالون ساحرون کے قول کا اعتقاد و یقین رکھتے تھے پادشاہ کے اہلکارون کو خبر ہوئی تو اوس لڑکی کو بھی گرفتار کر لیگئے جب وہ اونکے سامنے آئی۔ اپنے مرنے سے بالکل بخوف تھی لوگون سے پوچھتی کہ میرے گناہ کے باعث سے پادشاہ میرے باپ پر تو غصہ ناک نہوگا مین نے اپنا سارا زیور و اسباب صرف باپ کی رہائی کے واسطے دور کیا اگر میری جان دینے سے اوسکی گلوخلاصی ہو تو راضی ہے

قسمت اور نہایت خوش نصیبی میری ہی میرا باپ اس بات سے کچھ بھی واقف نہین یہہ میرا ہی قصور ہی مجھے جو چاہو سو کرو اور جو چاہو سو کہو۔ القصہ اِس کمبخت ظالم پادشاہ نے باپ اور بیٹی دونون کو بیگناہ مروا ڈالا دیا و دین مین داغ بدنامی اپنی پیشانی پر لگایا ٭

سترہوین حکایت

جب فرانس والون نے ڈیوک ڈلاراک فوکالڈ کو اوسکی لڑکی سمیت پھانسی کا حکم دیا تو اوسکی لڑکی نے اپنے باپ کو ایک نوکر کے گھر مین چھپا دیا اور آپ بھی کہین روپوش ہوگئی مال منقولہ و غیر منقولہ اوسکا سب کچھ ضبط ہوگیا جب دیکھا کہ کھانے پینے کے لیئے کچھ باقی نرہا اور اب چھپے چھپے نہین گذر سکتی اور اوسکا باپ روز بروز تکلیفین انواع انواع کی اُٹھاتے اُٹھاتے جان بلب ہوا جاتا ہی اوس وقت اِس لڑکی نے مصمّم ارادہ کیا کہ اپنی جان جاوے تو مضائقہ نہین۔ مگر کسیطرح اپنے باپ کو اِن شدائد سے چھڑاوے القصہ ایک عرضی حاکم کو اِس مضمون سے لکھی کہ مجھے میرے باپ کے ساتھہ پھانسی دینے کا حکم ہی لیکن مین نے

اپنے باپ کو جان بچانے کے لیئے چھپا رکھا ہی اور خود بھی پوشیدہ ہو گئی
تھی لیکن آپ نے تمام مال و اسباب بھی ہمارا ضبط کر لیا ہی۔ اور بے
آب و دانہ جینا محال اگر اس حالت مین اپنے باپ کو گداگری کے لیئے نکلنے
دون تو یقین ہی کہ لوگ اوسکے سفید بال اور سقیم حال دیکھکر رحم کرین اور اوسکے
کھانے پینے کو دین لیکن آپ کے حکم سے جو اوسکی نسبت صادر ہو چکا ہی
مجبور رہہ کر یہہ بھی نہین کر سکتی اور اگر کرون تو دنیا کے لوگ کہینگے کہ خود علحدہ
رہی اور دیدہ و دانستہ اپنے بوڑھے باپ کو مروا ڈالا اب مین حاضر ہون
اور جس مکان مین پوشیدہ ہون اوسکا پتہ اس عرضی کے نیچے لکھا ہوا ہی
میری جان لیجیئے اور میرے باپ کی جان بخشی کیجیئے حاکم کو اوس عرضی کے
دیکھنے سے رحم آگیا اوسکی اور اوسکے باپ کی جان بخشی کی اور مال مضبوطہ
بھی اونکا اونھین کو دیدیا *

اٹھارہوین حکایت

کہتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما
بی بی رابعہ کے ملنے کو گئے دیکھا تو دریا کنارے پر ایک جھونپڑی مین بیٹھی
ہوئی عبادت الٰہی کر رہی ہین اونکو دکھ مین دیکھکر آپ انکے خادمون پر ناخوش
ہوئے کہ تم تو چین اُڑاتے ہو اور رابعہ کو دکھ دیتے ہو پھر سب خادمون نے
ملکر ایک مکان مختصر سا درست کرکے بخوشامد تمام وہان رابعہ کو رکھا دو تین
روز دکھ سکھ سے کاٹے رات کو دروازہ بند کرنا اور دن کو کھولنا یہہ
جنجال کون بھگتے یہہ بات موجب غلجان کا تصور کرکے آخر اوسی جھونپڑی مین
جا پڑین اور چالیس برس اسیطرح گزرے پھر ذوق وشوق الٰہی مین آکر عالم
وجد مین اس قسم کے اشعار پڑھا کرتین ؎

دمبدم دم را غنیمت دان کہ ہمدم شو بدم　　واقف دم باش و دم را دمبدم بیجا بدم

اُنیسوین حکایت

نقل ہی کہ ایک دن زبیدہ خاتون زوجۂ امیرالمومنین ہارون رشید اپنے مکان مین بیٹھی ہوئی سنگار کررہی تھین سے غلطی سے ایک غلام چلا آیا اوسی وقت پردے مین ہوگئین مگر احتیاطاً اوس سے دریافت کرایا کہ کوئی بال میرے سر کا تو نہین دیکھا بولا شاید جلدی مین نظر پڑگئی ہو جسپر شبہہ کے لحاظ سے چند بال تراش ڈالے کہ جس بال پر اجنبی کی نظر پڑی اوسکا رکھنا وبال ہی:

بیسوین حکایت

نقل ہے کہ ایک بی بی اُم آمنہ نامی بڑی سیر کرنے والی تھین بارہا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ مین آتی جاتی تھین اور کسی نے کبھی اونکو کھاتے پیتے نہین دیکھا۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا یہہ کیا معاملہ ہے کہ ہمیشہ تم سفر مین رہتی ہو اور کبھی بھوکھہ پیاس کی حاجت نہین ہوتی کہا کہ حقیقت یہہ ہے کہ ایک مرتبہ مین زیارت حرمین شریفین کو جاتی تھی شدت پیاس سے بیتاب ہوگئی ۔ ہر چند پانی ڈھونڈھا نپایا مایوس ہوکر زندگی سے ہاتھہ دھوئے کہ یکایک ایک صراحی یاقوت سرخ کی ہوا مین معلق میرے پاس آئی مین نے اوس مین سے پانی پیا ایسا شیرین اور سرد تھا کہ نہ دیکھا نہ سُنا اس آب خوشگوار سے ابتک میرے کام و زبان شیرین اور دل و جان سیر و سیراب ہو رہے ہین ۔ اسواسطے فضل الہی سے کھانے اور پینے سے بالکل استغنا حاصل ہے ؂